Scanned with CamScanner

# اپنے گھر کی اِصلاح کیجئے

ابویوسف مفتی محمد ولی درویش رحمہ اللہ
سابق استاذ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

ناشر:
اِسلامی کُتب خانہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔ فون: 4927159

Scanned with CamScanner

نام کتاب اپنے گھر کی اصلاح کیجئے

مؤلف ابو یوسف مفتی محمد ولی درویش

ناشر اسلامی کتب خانہ

طابع الفیصل پرنٹر 0333-2176730

قیمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## "یہ جدائی بھی کتنی عجیب تھی الوداع بھی نہ کہہ سکے"

حضرت والد محترم مفتی محمد ولی درویشؒ نے ۵ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۷ اگست ۱۹۹۹ء کو افغانستان جانے کیلئے رختِ سفر باندھا مغرب کا وقت تھا ہم سب نے حضرت والد کو ہنسی خوشی رخصت کیا، رخصت کے وقت ہمیں کیا معلوم تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے اس بعد پھر کبھی اسطرح نہ مل سکیں گے انکی مسکراہٹ کیلئے آنکھیں ترستی رہیں گی دل بے چین و بے قرار رہیگا۔

۶ جمادی الثانی کو بوقت عصر ٹیلی فون پر قندھار سے اطلاع دی کہ بخیریت پہنچ چکا ہوں رات کو سونے سے قبل ملاقاتوں کی ترتیب بنائی لیکن کیا معلوم کہ ان نئے اور جدید دوستوں اور ساتھیوں سے ملاقات کے بجائے پرانے بچھڑے ہوئے دوستوں سے ملاقات ہوگی صبح صادق کا وقت ہوا تہجد سے فارغ ہوئے تھے کہ اچانک طبیعت بگڑ گئی چونکہ والد صاحب شوگر، بلڈ پریشر اور عارضہ قلب جیسے موذی امراض میں مبتلا تھے ڈاکٹروں کو تلاش کیا گیا لیکن وقت پورا ہو چکا تھا طالبان سے محبت کرنیوالا اور ان پر جان لٹانے والا آج انہی کے دیس میں اپنی جان لٹا رہا تھا اور صبح صادق کے وقت جان، جان آفریں کے سپرد کر دی ملاقاتوں کی حسرت دل ہی میں رہی بزبان حال یوں گویا ہوئے

څو دَ مجلس یاران خبر بګی
څماږ ئ لحنه په ململ تړلے وینه

حضرت والد صاحب کی مرگِ ناگہانی کی خبر سن پاؤں تلے زمین نکل گئی دل دھل گیا آنکھیں مبہوت رہ گئیں کہ کل تو ہم سے مل کر رخصت ہوئے تھے اور آج جب ہمیشہ کیلئے رخصت ہو رہے تھے تو ملاقات بھی نہ ہو سکی اور بغیر الوداع کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جدا ہو گئے

"یہ جدائی بھی کتنی عجیب تھی الوداع بھی نہ کہہ سکے"

اگلے دن حضرت والدؒ کی نعش مبارک اپنے آبائی وطن لائی گئی رات کا وقت تھا جیسے ہی ایمبولینس گھر کے دروازے پر رکی آسمان میں گڑگڑاہٹ شروع ہوئی کہ طالبان کے ہاں جا کر ٹینک و توپ کی گڑگڑاہٹ تو نہ سن سکے تو آسمان نے آخری سلامی اپنے انداز میں دی اور آسمان بھی اظہار غم کرتا ہوا آنسو برسانے لگا۔ تقریباً ۹/۸ بجے کا وقت تھا جنازہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب نے پڑھایا اس موقع پر حضرت مفتی ڈاکٹر نظام الدین شامزئی، مولانا امداد اللہ صاحب، مولانا عطاالرحمن اور دیگر کبار علماء کرام موجود تھے۔ جامعہ کے طلباء بھی اپنے اس محبوب استاذ کو الوداع کہنے حاضر ہوئے تھے اور اسطرح اس مرد درویش کو ہزاروں ارمانوں وحسرتوں کے ساتھ سپرد خاک کر دیا گیا۔----------

جان کر من جملہ، خاصان میخانہ مجھے
مدتوں رویا کرینگے جام وپیمانہ مجھے
ہمیں بھی یاد رکھنا جب لکھیں تاریخ گلشن کی
کہ ہم نے بھی لٹایا ہے چمن میں آشیاں اپنا

حضرت والدؒ ۱۹۷۱ء سے جامعہ علوم اسلامیہ میں تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے فقہ سے خاص شغف تھا حنفی مسلک پر فدا و شیدا تھے کلام و کتابت سے مذہب حنفی کا دفاع فرماتے رہے گستاخ ائمہ فرقہ کا خوب تعاقب فرماتے تھے انکی چالبازیوں کو ظاہر فرماتے رہے شعر و شاعری سے بھی خاص لگن تھی خود بھی پشتو کے بہترین شاعر تھے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ انکے درجات بلند فرمائے اور انکی قبر مبارک کو جنت کا باغیچہ بنائے۔ آمین

غیر مقلدین لره چه تندر دأسمان وو ،
وو ځکلے حنفي اؤ د حنفيانو تر حمان وو
، شم مفتي ولي غونډے حنفيانو نه زار

جب بھی بات چلی موسمِ گل کی
تم ہی موضوعِ گفتگو ٹھہرے
تیرے قدموں میں سکون آج بھی ملتا ہے مجھے
تیری تربت سے دعاؤں کی صدا آتی ہے

راځه راځه په ما انبار شه
د جانان غمه دعمرنو ځائے دیمه

(محمد عمران ولی)

متعلم جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱۸ جولائی ۲۰۰۳ء ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ

از مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

'بینات' جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ

اکتوبر ۱۹۹۹ء

مولانا مفتی محمد ولی درویشؒ :

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل، حضرت بنوری قدس سرہ کے شاگرد رشید، مفتی اعظم پاکستان، حضرت مفتی ولی حسنؒ کے تربیت یافتہ، جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے استاذ حدیث وتفسیر، عالم دین، لائق وتجربہ کار مدرس اور جامعہ علوم اسلامیہ کے شعبہ تخصص، دعوت والارشاد کے نگراں، مجاہد اور ہمارے رفیق ودوست، حضرت مولانا مفتی محمد ولی درویش رحمۃ اللہ علیہ جمعرات ۷/ جمادی الاوّل ۱۴۲۰ھ صبح نماز فجر کے وقت سرزمین جہاد افغانستان، قندھار میں رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے۔ ان للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے دوست اور رفیقِ کار مولانا مفتی محمد ولی درویش مرحوم اگرچہ کسی خاص شہرت کے حامل نہ تھے لیکن اگر ان کی زندگی کے گمنام پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے تو بلاشبہ موصوف ایک بلند قامت انسان اور اکابر اسلاف کی زندہ مثال تھے، طبیعت میں نہایت سادگی تھی، زہد وقناعت اور اعتدال ومیانہ روی کے کوہ گراں تھے، درس و تدریس اور بحث وتحقیق ان کا خاص مزاج تھا۔ لمحات زندگی اور عمر رواں کے بے حد قدرداں تھے۔ ان کا اپنی مادر علمی، اساتذہ علم اور مسلک حنفی سے عشق ومحبت اور عقیدت

کا تعلق مثالی تھا۔

آپؒ کو بڑی عمر میں اور دوران ملازمت علوم نبوت کی تحصیل کا شوق دامن گیر ہوا، اس مبارک ذوق کی تکمیل کی غرض سے آپ نے ملازمت کو خیر باد کہا اور اپنے آپ کو طلب علم کے لئے وقف کر دیا، جامعہ علوم اسلامیہ میں داخل ہو کر درس نظامی کی تعلیم میں مصروف ہو گئے اور اس ذوق وشوق سے پڑھا کہ پڑھنے کا حق ادا کر دیا، شروع ہی سے آپ کو بحث وتحقیق اور مطالعہ سے لگن تھی، آپؒ فرماتے تھے کہ میں نے زمانہ طالب علمی میں تین بار پوری سیرت ابن ہشام کا مطالعہ کیا۔

حضور ﷺ اور آپ ﷺ کی سیرت مبارک سے آپ کے عشق کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ درجہ ثالثہ تک جامعہ علوم اسلامیہ اور مجلس دعوت وتحقیق جیسی دو بڑی لائبریریوں میں موجود تمام سیرت کی کتابوں کا مطالعہ فرمالیا۔

آپ بنیادی طور پر ضلع سوات کے علاقہ بٹ خیلہ سے تعلق رکھتے تھے، مگر اپنے ذوق علم وادب کی تکمیل کی غرض سے جس دن جامعہ میں داخل ہوئے اس دن سے آپ نے گویا اپنے وطن مالوف کو خیر باد کہہ دیا اور ہمیشہ، ہمیشہ کے لئے بزم علم وادب کو سینے سے لگا لیا اور تادم واپسیں اپنی مادر علمی سے جدائی گوارہ نہ کی۔

آپ کے اس ذوق علم وادب اور علمی استعداد اور قابلیت کے پیش نظر آپ کے اساتذہ نے آپ کو جامعہ علوم اسلامیہ میں استاذ ومدرس منتخب کیا، خداداد استعداد وصلاحیت اور درس وتدریس سے شغف ومحبت نے ان کے جوہر علم کو جلا بخشی اور بہت جلد انہیں جامعہ جیسی عظیم دینی درس گاہ کے مفتی، بڑے استاد اور تخصص دعوت



والارشاد کے نگران کے عظیم مناسب پر فائز کر دیا گیا۔

آپ خوش مزاج، نفیس طنز ومزاح کے حامل اور بہترین انشا پرداز تھے، آپ جہاں بہترین مدرس تھے وہاں تصنیف وتالیف کا ستھرا ذوق رکھتے تھے، خصوصاً سلف بیزار حضرات کے خلاف تیغ براں تھے، آپ کا جلالین کا درس نہایت مقبول تھا، طلبہ اپنے دن بھر کی تھکاوٹ ان کے درس کی رعنائی سے اتارتے، آپ جہاں طلبہ کے حق میں شفیق تھے وہاں انکے اوقات اور ان کی دینی ادبی تربیت کا خیال رکھتے تھے وہ شب زندہ دار اور باخدا انسان تھے، ان کے ذمہ جہاں اتنی بھاری ذمہ داریاں تھیں وہاں وہ اپنی ذاتی زندگی میں نہایت پارسا اور قناعت واستغنی کا مثالی نمونہ تھے، وہ طلبہ کی اصلاح وتربیت کے ساتھ ساتھ اپنی اصلاح سے غافل نہ تھے۔ نماز کے ساتھ ان کا خاص شغف تھا تکبیر اولیٰ اور صف اول ان کی کمزوری تھی، یہ ممکن نہ تھا کہ اذان ہو جائے اور وہ مسجد میں نہ ہوں، اذان ہوتے ہی وہ مسجد میں ہوتے، کیسی ہی ضروری میٹنگ اور اجلاس کیوں نہ ہو، اذان ہوتے ہی وہ اس سے اٹھ کر مسجد پہنچ جاتے، بلاشبہ وہ ”رجل قلبه معلق بالمسجد“ کا صحیح مصداق تھے۔ آپ عربی، فارسی اور پشتو کے بہترین شاعر تھے، ان کو فقہ وفتاوی سے خاص مناسبت تھی، آپ جامعہ علوم اسلامیہ کے صحیح وفادار اور جانثار چشم وچراغ تھے، زندگی بھر اپنی صلاحیتوں کو جامعہ کے لئے وقف کئے رکھا۔

آپ کی تصنیفات میں چند ایک شائع ہو کر اہل علم سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں، جب کہ بیشتر ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئیں، ان کی جو کتب شائع

ہو چکی ہیں ان میں سے درج ذیل قابل ذکر ہیں:

(۱) در سول اللہ ﷺ موئح (پشتو)۔

(۲) القول السدید فی اثبات التقلید۔

(۳) فقہی پہیلیاں۔

(۴) کیا نماز جنازہ میں فاتحہ سنت ہے ؟

(۵) اپنے گھر کی اصلاح کیجئے۔

مولانا مرحوم شروع ہی سے جہاد افغانستان سے وابستہ تھے اور اکثر و بیشتر چھٹیوں میں اپنے اس شوق کی تکمیل کے لئے افغانستان تشریف لے جاتے۔ موصوف ایک عرصہ سے شوگر اور ہائی بلڈ پریشر کے مریض تھے، مگر بایں ہمہ یہ امراض ان کے اس شوق اور جذبہ شہادت کی تکمیل میں کبھی رکاوٹ نہیں بن سکے۔ اس بار مدرسہ کے شش ماہی امتحان کی تعطیلات کو کام میں لانے کے لئے آپ قندھار تشریف لے گئے رات کو پہنچے، سحری کے وقت تہجد کے لئے اٹھے، نوافل ادا کئے، مگر طبیعت کسی قدر مضمحل تھی، رفقاً کو بتلایا، ڈاکٹر کی تلاش کی گئی، ڈاکٹر کے آنے سے قبل ہی وہ اپنا سفر زندگی مکمل کر کے خالق حقیقی سے جا ملے۔ اسی دن ان کی نعش مبارک ان کے آبائی گاؤں لے جائی گئی جہاں جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوریؒ ٹاون کے مدیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی، برادر م مولانا عطاء الرحمٰن اور مولانا امداد اللہ صاحب نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور اسی شام اس سراپا علم وعمل کو ہزاروں عقیدت مندوں اور شاگردوں کی



موجودگی میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللھم اغفرلہ وارحمہ وعافہ واکرم نزلہ۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کے ساتھ رضا ورضوان کا معاملہ فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کی کفایت فرمائے۔ آمین۔

# فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# پیش لفظ

الحمدللہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین، والصلاۃ والسلام علی سیدالأولین والاخرین محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وعلی من تبعھم باحسان الی یوم الدین ۔ امابعد

انسانی زندگی تمدن کے بغیر کوئی زندگی شمار نہیں ہوتی، انسان فطرتاً تمدن کا خواہش مند ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ دنیا کے جس کونے میں بھی چلے جائیں آپ کو ہر جگہ انسانوں کی چھوٹی بڑی بستیاں اور شہر نظر آئیں گے اور ہر آدمی کی کوشش ہوتی ہے کہ اس کا گھر دوسرے کے گھر کے مقابلے میں زیادہ وسیع اور زیادہ آرام دہ ہو۔اور ہر قسم کی سہولتیں اسمیں میسر ہوں۔

گھر کی اس مادی ترقی پر تو ہم بعض مرتبہ اپنی استطاعت سے بھی زیادہ بلکہ قرض لے کر بھی خرچ کرتے رہتے ہیں لیکن بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ اپنے گھر کی روحانی ترقی اور آبادی کیلیئے ہم نے کبھی سوچا بھی ہو۔ شاید ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس بارے میں اسلام نے ہمیں بے سہارا چھوڑا ہے اور ہمیں کوئی ہدایت نہیں دی، حالانکہ اسلام نے جسطرح دوسرے امور میں ہماری رہنمائی کی ہے اس سلسلے میں بھی واضح ہدایات دیں ہیں اور قدم قدم پر ہماری رہنمائی فرمائی ہے زیر نظر رسالہ ''اپنے گھر کی اصلاح کیجئے'' میں قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں گھر کو آباد کرنے اور اصلاح کے طریقے بتادیئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی

توفیق دے۔ ناظرین سے گزارش ہے کہ اگر اس رسالے سے کسی کو کچھ بھی فائدہ پہنچے تو بندہ عاجز کو اپنی نیک دعاؤں میں ضرور شریک فرمائیں۔

"ان ارید الاالاصلاح ماالستطعت وما توفیقی الاباللہ عیه توکلت والیه انیب هوحسبی ونعم الوکیل، نعم المولی ونعم النصیر"

ابو یوسف محمد ولی درویش
الاستاذ بجامعہ العلوم الاسلامیہ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی۔



گھر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

ارشاد ربانی ہے" واللہ جعل لکم من بیوتکم سکنا"(سورۃ نحل آیۃ نمبر ۸۰) اور اللہ نے بنادیئے تمہارے لئے تمہارے گھر بسنے کی جگہ۔ انسان عارضی طور پر کتنے ہی شاندار محلات اور ہوٹلوں میں رہے لیکن اس کو جو چین اور اطمینان اپنے گھر میں نصیب ہوتا ہے وہ کسی اور جگہ نہیں ہوتا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بندہ پر بطور احسان جتلایا کہ یہ بھی ہماری طرف سے تمہارے اوپر نعمت ہے کیونکہ اسی میں وہ آرام پاتا ہے اس میں سردی اور گرمی سے چھپتا ہے کھاتا پیتا ہے۔ اپنے گھر والوں سے ملتا ہے اسی میں سوجاتا ہے اپنی اولاد کے ساتھ گھل مل جاتا ہے، اسی گھر میں اسکی عورت محفوظ ہوکر پردے سے رہتی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے"وقرن فی بیوتکم ولاتبرجن تبرج الجاهلیة الاولی "(سورۃ احزاب آیت ۳۴)اور اس طرح کے اور بے شمار فوائد حاصل کرلیتا ہے۔ گھر کی اہمیت اور اسکے فوائد کا اندازہ اس شخص کو زیادہ ہوتا ہے جس کا گھر اور ٹھکانا نہ ہو، دن درختوں کے سائے میں اور رات فٹ پاتھ پر سوکر گزارتا ہے، نہ سامان رکھنے کی جگہ اور نہ اپنی کوئی پونجی محفوظ کرنے کی جگہ۔ یا پھر خانہ بدوشوں کی طرح آج یہاں اور کل وہاں خیمہ لگا کر زندگی بسر کرتے ہیں اور جب کبھی کسی ایسے بے سروسامانی کی حالت میں زندگی بسر کرنے والے آدمی سے ملاقات ہو تو سب سے پہلے اپنا یہ دکھڑا سنانا شروع کرتا ہے کہ کوئی ٹھکانہ نہیں آج کسی ایک دوست کے ہاں کل کسی اور کے ہاں اور کبھی کھلے آسمان تلے زندگی کے شب وروز بسر کررہا ہوں، اس وقت انسان کو اپنا وہ چھوٹا سا گھر بھی کسی شاھی محل سے کم قیمتی نظر

نہیں آتا اور اس پر اللہ جل شانہ کا شکر ادا کرتا ہے اور دل سے اعتراف کرتا ہے کہ ہاں! واقعی گھر اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

دیکھئے! جب بنی اسرائیل نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں شروع کیں تو اللہ تعالیٰ نے انکو گھر کی اس نعمت سے محروم فرمادیا۔ ارشاد ربانی ہے "ھوالذی اخرج الذین کفروا من اھل الکتاب من دیارھم" (سورۃ الحشر آیت ۲، پ ۲۸) یعنی اھل کتاب میں سے جنھوں نے کفر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انکو انکے گھروں سے نکال باھر کیا۔ اور جب بنو نضیر نے جو کہ یہود کا ایک بہت بڑا قبیلہ تھا سرکشی کی۔ تو حضور ﷺ نے انکو مدینہ سے جلاوطن کردیا۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ پاک فرماتے ہیں "یخربون بیوتھم بایدیھم وایدی الموسنین ، فاعتبروایااولی الابصار (سورۃ الحشر آیت ۲) یعنی اپنے گھروں کو خود اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے اجاڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے انکو انکی سرکشی کی یہ سزادی کہ انکو گھر کی نعمت سے محروم کر کے دربدر کردیا۔

## اپنے گھر کی اصلاح کیلئے چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۔ اپنے آپکو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچانے کی تدابیر کرنی چاہیئں، ارشاد ربانی ہے "یاایھاالذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا (آیت ۶، سورۃ تحریم)

لہذا گھر میں کوئی ایسا عمل نہ ہو، جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنے۔ اور کل قیامت کے دن جہنم کے عذاب کا مستحق بن جائے۔



۲۔ گھر کا سربراہ جس طرح گھر کی دوسری ضروریات کے بارے میں مشغول رہتا ہے اور اسلام نے ان ذمہ داریوں کو پورا کرنا اس کے فرائض منصبی میں سے شمار کیا ہے اسی طرح آخرت کے بارے میں بھی گھر کا بڑا اللہ تعالیٰ کے ہاں مسئول اور جواب دہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے "ان اللہ تعالیٰ سائل کل راع عما استرعاہ أحفظ ذلک ام ضیعہ حتی یسأل الرجل من اھل بیتہ" (نسائی باب عشرۃ النساء)۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جس شخص کے ذمے جو ذمہ داری سپرد کی ہے اس کے بارے میں اس سے پوچھے گا، کہ اس نے ان ذمہ داریوں کو پورا کیا ہے یا نہیں یہاں تک کہ اس کے گھر والوں کے بارے میں بھی اس سے باز پرس کرے گا۔ لہذا گھر کی جملہ ذمہ داریوں کو اپنی بساط کے مطابق پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اخروی ذمہ داریوں کا بھی پورا پورا خیال رکھے اور کسی قسم کوتاھی نہ کرے۔

۳۔ گھر اپنی جان کی حفاظت اور ہر قسم کے فتنوں اور شورشوں سے بچنے کی جگہ ہے باہر تکلیف پہنچے تو انسان آرام کرنے کیلئے گھر ہی کا رخ کرتا ہے اس لئے گھر کو غیر شرعی امور سے پاک رکھنا چاہیئے تاکہ جسمانی سکون کے ساتھ اس کو روحانی سکون بھی میسر ہو۔

حدیث شریف میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا "طوبی لمن ملک لسانہ ووسعہ بیتہ و بکی علی خطیئتہ" (اوسط طبرانی) یعنی وہ آدمی بہت خوش قسمت ہے جس کی اپنی زبان کنٹرول میں ہو۔ گھر فراخ ہو، اور اپنی غلطی پر روئے اور پشیمان ہو۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے "خمس من فعل واحدة منهن کان ضامناً علی اللہ من عاد مریضاً اوخرج غازیا اودخل علی امامه یرید تعزیزه و توقیره او قعد فی بیته فسلم الناس منه و سلم من الناس "(مسند احمد ۵۔۲۴۱)

یعنی پانچ باتیں ایسی ہیں جن میں سے اگر کوئی ایک بھی پوری کی اور اس کا خیال رکھا، وہ اللہ پاک کی ناراضگی سے محفوظ ہوا۔ بیمار کی عیادت اور اس کی بیمار پرسی کرے۔ اللہ تعالیٰ کی راستے میں جہاد کی نیت سے نکلے۔ اپنے حاکم کے پاس اس کی مدد اور احترام کیلئے حاضر ہو جاتا ہے۔ یا پھر اپنے گھر میں بیٹھ جاتا ہے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور یہ لوگوں کے شر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ سلامة الرجل فی الفتنة أن یلزم بیته (مسند الفردوس للدیلمی) یعنی فتنوں کے دوران انسان کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ اپنے گھر میں رہے۔

گھر کا یہ فائدہ حالت سفر میں انسان خوب محسوس کر سکتا ہے۔ جہاں قدم م قدم پر غیر شرعی بلکہ بعض مرتبہ قبیح ترین افعال وامور سامنے آتے ہیں۔ لیکن نہ تو اس کو روکنے کی استطاعت رکھتا ہے اور نہ کوئی ایسا ٹھکانہ ہوتا ہے جس میں جاکر ان اخلاق سوز حرکات کو دیکھنے سے بچ جائے۔ جو لوگ یورپ اور بیروت وغیرہ کا سفر کر چکے ہیں ان کو اس کا خوب تجربہ ہوگا پھر اگر اہلیہ بھی اس سفر میں ساتھ ہو تو اور بھی تکلیف دہ صورت حال ہوتی ہے جدھر دیکھو، بے حیائی اور فحش



مناظر نظر آتے ہیں۔

۴۔ عام طور پر لوگ زیادہ وقت گھر میں ہوتے ہیں خاص کر ان دنوں میں جب سخت گرمی پڑ رہی ہو یا شدید سردی ہو یا بادوباران ہو، ورنہ دن کا ابتدائی اور آخری حصہ تو گھر میں رہتے ہی ہیں۔ اسی طرح کام کاج سے فارغ ہو کر انسان اپنے گھر کا رخ کرتا ہے ہونا یہ چاہئے کہ ان اوقات کو غنیمت سمجھے۔ اور خود بھی یہ اوقات فضول اور واھیات کاموں میں صرف نہ کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزارے اور گھروالوں کو بھی اسکا پابند بنالے ورنہ ہوتا یہ ہے کہ چھٹی کے دن ساری رات یارات کا اکثر حصہ ٹی وی اور ڈراموں یا فلموں کے دیکھنے میں صرف ہوتا ہے اس طرح مغرب، عشاء اور فجر کی نماز پڑھنا بھی نظر انداز کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر ان اوقات کو بچوں کی تربیت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں گزارے تو وقت بھی صحیح مصرف میں صرف ہوگا اور ثواب بھی ملے گا۔

۵۔ گھر مسلم معاشرہ بنانے میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے کیونکہ گھر محلے کیلئے اینٹ کی حیثیت رکھتا ہے انہی گھروں سے محلّہ بنتا ہے۔ اور انہی محلوں سے بستی بنتی ہے اگر اینٹ صحیح ہو تو گھر صحیح ہوگا گھر صحیح ہو تو محلّہ صحیح ہوگا محلّہ صحیح ہو تو بَستی صحیح ہوگی اور جب بستی کی بستی صحیح ہوگی تو اِسی مسلمان سوسائٹی سے نیک صالح، دعوت الی اللہ والے بہترین طالب علم، دین کے مجاہد، نیک صالح بیویاں اور بچوں کی اسلامی طرز پر صحیح تربیت کرنے والی مائیں جنم لیں گی۔

## گھر کی اصلاح کے وسائل کیا ہیں؟

میرے محترم اس سوال کا جواب آئندہ چند نصائح کی صورت میں ہم

ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ نصیحتیں دو قسم کی ہیں۔ ایک قسم کا تعلق "امر بالمعروف" سے ہے جس کے ذریعے نیکیاں حاصل ہوتی ہیں اور دوسری قسم کا تعلق "نھی عن المنکر" یعنی مفاسد کو دور کرنے سے ہے۔

## پہلی نصیحت نیک اور صالح عورت کا انتخاب۔

ارشاد ربانی ہے 'وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وإمائکم إن یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم"۔ (سورۃ النور آیہ۳۲)

یعنی تم میں سے جو غیر شادی شدہ ہیں اور جو نیک غلام اور لونڈیاں ہیں انکا نکاح کردو۔

جس طرح خاوند میں صلاح اور تقوی ضروری ہے اسی طرح بیوی میں بھی یہ وصف موجود ہونا چاہئے۔ حدیث شریف میں ہے : آپ ﷺ نے فرمایا "تنکح المرأۃ لأربع لمالھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھا فاظفر بذات الدین تربت یداک (متفق علیہ۔ مشکوۃ۲۔۲۶۷)

یعنی عام طور پر لوگ عورت کے ساتھ چار خصلتوں کی وجہ سے نکاح کرتے ہیں یا تو اس کے مال کیوجہ سے، یا خاندانی وجاہت کی وجہ سے، یا خوبصورتی کی وجہ سے اور یا دین کیوجہ سے آپ نکاح کے وقت دینداری کو ترجیح دیں۔ اس لئے ایک مسلمان گھر بنانے کیلئے نیک صالح اور دیندار عورت کا انتخاب کرنا چاہئے۔

ایک اور حدیث میں ہے "الدنیاکلھامتاع و خیرمتاع الدنیا



المرأۃ الصالحۃ" رواہ مسلم ۔(مشکوۃ۲/۲۶۷)یعنی دنیا فائدہ اٹھانے کی جگہ ہے اور بہترین فائدے کی چیز نیک عورت ہے۔

مسند احمد اور سنن ترمذی میں ہے۔ 'لیتخذ أحدکم قلبا شاکراولساناذاکر و زوجۃ مؤمنۃتعینہ علی أمر الأخرۃ (مشکوۃ ۱/۱۹۸) یعنی دل اللہ پاک کا شکر گزار ہونا چاہئے۔ زبان پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد ہونی چاہئے اور عورت مومن اور نیک ہونی چاہئے جو آخرت کے بارے میں اس کی مدد کرے یعنی جب عورت نیک ہوگی تو دین کے کاموں میں شوہر کی معان و مددگار ثابت ہوگی۔ ایک روایت میں ہے۔"وزوجۃ صالحۃ تعینک علی امر دنیاک و دینک خیر مما اکتنزالناس"شعب الایمان ۔ نیک اور صالح عورت جو دنیا اور آخرت کے امور میں آپکی معاونت کرے تو وہ لوگوں کے جمع کردہ خزانوں سے زیادہ بہتر ہے زوجیت کیلئے ایسی عورت کا انتخاب کرنا چاہئے جو بانجھ نہ ہو ۔ کیونکہ اولاد اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی ہے۔ اور اس سے حضور ﷺ کی امت میں اضافہ بھی ہوتا ہے مسند احمد میں ہے"تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الانبیاء یوم القیامۃ" (مسند احمد ۳/۲۴۵، مشکوۃ۲/۲۶۷)۔

تم زیادہ پیار کرنے والی اور کثرت سے بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو۔ قیامت کے دن میں کثرت امت کی بناء پر دوسرے انبیاء کرام پر فخر کروں گا۔ یعنی عورت ایسی ہو جو اپنے شوہر سے پیار و محبت کرنے والی ہو اور کثرت سے بچے جننے والی ہو کیونکہ قیامت کے دن حضور ﷺ امت کی کثرت کیوجہ سے

دوسرے انبیاء علیہم السلام پر فخر فرمائیں گے ظاہر بات ہے اگر عورت کو اپنے شوہر سے محبت نہ ہو تو ہر وقت ناچاقی رہے گی اور میاں بیوی دونوں ایک مسلمان گھر کو تعمیر نہیں کر سکیں گے اسی طرح اگر عورت بانجھ ہو تو شوہر اولاد کی نعمت سے محروم رہیگا۔

ابن ماجہ کی حدیث ہے :علیکم بالأبکار فانهن انتق ارحاما وأعذب افواها وأرضى باليسير" (مشکوٰۃ ۲ / ۲۶۸) باکرہ لڑکی سے نکاح کرو، کیونکہ وہ کثرت سے بچے جننے والیاں، شیریں زبان اور کم خرچہ پر بھی خوش ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ دوشیزہ میں حرارت زیادہ ہونے کی وجہ سے رحم نطفہ کو جلدی قبول کرتا ہے۔ جو کہ ولادت کا سبب بن جاتا ہے اور چونکہ اس سے پہلے نکاح ہوا نہیں اور کسی سے واسطہ پڑا نہیں، اس لئے تھوڑا خرچہ دینے پر بھی خوش ہو جاتی ہے۔ اور ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ گھر کا ماحول نہایت آرام دہ اور پر سکون ہوگا۔ ہر طرف خوشی اور شادمانی ہو گی۔

کسی نے خوب کہا ہے۔ کہ نیک اور صالح عورت دنیا میں جنت ہے۔ اور بری عورت دنیا میں جہنم ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ”فمن السعادة المراة الصالحة تراها فتعجبک و تغيب عنها فتأمنها على نفسها ومالک ومن الشقاء المرأة تراها فتسوؤک و تحمل لسانها علیک وان غبت عنها لم تأمنها على نفسها ومالک۔ رواه ابن حبان۔ یعنی انسان کی نیک بختیوں میں سے ایک نیک اور صالح عورت بھی ہے۔ جب تو اسے دیکھے تو تمہیں پسند آئے، اور جب آپ غائب ہوں۔ تو اپنے نفس اور مال کی حفاظت کرے۔ اور



بدبختیوں میں سے ایک بری عورت ہے جس کو دیکھو تو بری لگے۔ اور زبان درازی کرے اور جب آپ غائب ہوں۔ تو اپنے نفس اور آپکے مال کی حفاظت نہ کرے۔

یعنی اگر عورت اچھی ہو تو اس کو دیکھ کر شوہر کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ اور جب شوہر گھر پر موجود نہ ہو، تو اس کی غیر موجودگی میں اپنی عصمت کی حفاظت کرتی ہو۔ اور کوئی غلط حرکت نہ کرتی ہو۔ اور شوہر کا مال سوائے اپنے جائز نفقہ کے فضول خرچ نہیں کرتی۔ اور اپنے رشتہ داروں کو اس سے نوازتی نہیں۔ اس کے برعکس اگر عورت بری ہے تو دیکھتے ہی طبیعت مکدر ہو جاتی ہے نظر پڑتے ہی زبان درازی پر اتر آتی ہے۔ اور شور و ہنگامہ کھڑا کر دیتی ہے۔ شوہر کی غیر موجودگی میں غلط اور ناجائز حرکات سے بھی نہیں چوکتی۔ اور شوہر کا مال فضول اڑاتی ہے۔

## نیک اور صالح شوہر کا انتخاب۔

جس طرح مرد کو نکاح کے وقت اچھی اور نیک صالح عورت کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ اس طرح عورت کو بھی نیک صالح اور شریف خاوند کو منتخب کرنیکا حق ہے۔ اور کرنا بھی چاہیئے۔ حدیث شریف میں ہے 'اذا اتاكم من ترضون خلقه و دينه فزوجوه الا تفعلوا تكن فتنة فى الارض و فساد عريض (ابن ماجہ، مشکوٰۃ ۲ / ۲۶۷)۔

یعنی جب تمہارے پاس کوئی آدمی نکاح کی غرض سے آجائے۔ اور نکاح کا پیغام دیدے اور آپ اس کے اخلاق اور دین سے مطمئن ہوں۔ تو لڑکی کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا کرو، اگر ایسا نہیں کروگے تو زمین میں فتنہ اور بہت بڑا فساد

پھیل جائیگا۔

اس سے پہلے بھی ایک حدیث گذری ہے۔ جس میں 'فاظفر بذات الدین" یعنی لڑکی کے بارے میں دین کو ترجیح دینی چاہیئے۔ اس طرح اگر لڑکا دیندار ہے اور بااخلاق ہے تو اس عمدہ رشتہ کو ٹھکرانا مناسب نہیں۔ بصورت دیگر غلط طریقے اختیار کرلئے جائیں گے جس سے خاندان اور پوری برادری کی بدنامی ہوگی، اس لئے ایسے موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہیئے لھذا جس طرح لڑکی کے بارے میں دین کے اعتبار سے خوب چھان بین ہونی چاہیئے۔ اسی طرح لڑکے کے بارے میں بھی خوب اطمینان حاصل کرلینا چاہیئے۔ اس لئے کہ نیک اور صالح مرد نیک اور صالح عورت کیساتھ ملکر ہی نیک گھر کی بنیاد رکھے گا۔ اور اس سے عمدہ نسل چلے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے 'البلد الطيب يخرج نباته باذن ربه والذى خبث لايخرج الا نكدا" (سورۃ الاعراف آیت ۸۵) یعنی جب زمین اچھی ہوگی تو فصل بھی اگائے گی اور اگر زمین بیکار ہے تو گھاس پھونس اگائے گی۔ گویا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو

## دوسری نصیحت : بیوی کی اصلاح کے بارے میں۔

اگر بیوی پہلے سے نیک اور صالح ہے تو بہت اچھی بات ہے اور یہ اللہ پاک کا احسان ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ لیکن خدانخواستہ اگر بیوی پہلے سے اس معیار کی نہیں ہے۔ تو گھر کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ بیوی کی اصلاح کی کوشش کرے۔



بعض مرتبہ ایسی عورت سے واسطہ اس طرح پڑتا ہے کہ چونکہ مرد ابتداء میں خود دیندار نہیں تھا اس لئے نکاح کے وقت اس نے عورت کی بھی دیندار ہونے یا نہ ہونے کی کوئی خاص پرواہ نہیں کی۔ اور نکاح ہوگیا۔ یا خود تو دیندار تھا۔ لیکن عورت دیندار نہیں تھی۔ اور اپنے رشتہ داروں کے دباؤ میں آکر ایسی عورت سے اس امید پر نکاح کرلیا کہ بعد میں اس کی اصلاح کی کوشش کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ تو اب اس کی اصلاح کیلئے کمر کس لینی چاہیئے۔ اور اس کی اصلاح کی کوشش میں لگ جانا چاہیئے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ ہدایت دینے والے صرف اللہ تعالیٰ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے "انک لاتهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء۔ (سورۃ القصص آیت ۵۶)

حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "واصلحنا له زوجه" (سورۃ الانبیآء آیۃ ۹۰) یعنی ہم نے حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کو صالح بنایا۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے اس آیت کی تفسیر یوں مروی ہے 'كانت عاقرا فولدت" یعنی بانجھ تھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس میں ولادت کی صلاحیت پیدا کردی۔ بہرحال لفظ کو عموم پر رکھتے ہوئے اس سے اصلاح بدن کیساتھ دینی اصلاح بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔ جب کہ حضرت عطاءؒ سے اس آیت کی تفسیر یہ وارد ہے 'كان فى لسانها طول فأصلحها" (تفسیر ابن کثیرؒ)۔

یعنی زبان دراز تھی اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح فرمائی۔ اس لئے ہدایت اگرچہ اللہ تعالیٰ کی ہاتھ میں ہے۔ لیکن بندے کو اس کی اصلاح کیلئے اپنی تمام

توانائیاں بروئے کار لانی چاہئیں۔ انشاء اللہ تعالی اس کی یہ محنت بار آور ہوگی۔ اور ضائع نہیں ہوگی۔

## بیوی کی اصلاح کیسے ہو؟

بیوی کی اصلاح کیلئے درج ذیل وسائل بروئے کار لائے جاسکتے ہیں۔

۱۔ اسکی عبادات کی تصحیح ہو۔ اگر اس میں کچھ کوتاہی ہو، تو اس کو دور کیا جائے۔

۲۔ تہجد کی نماز پڑھنے پر آمادہ کیا جائے۔ کیونکہ تہجد کی نماز سے بہت ہی زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔

۳۔ قرآن کریم کی تلاوت کرنے کی ترغیب دی جائے۔

۴۔ حضور نبی اکرم ﷺ سے ہر وقت کی مناسبت سے دعائیں منقول ہیں۔ ان دعاؤں کے یاد کرنے اور پڑھنے کی ترغیب دی جائے۔

۵۔ اگر بیوی صاحب مال ہے تو زکوۃ کے ساتھ ساتھ فقراء اور مساکین پر صدقہ کرنے کی ترغیب دی جائے کیونکہ اس کے ذریعے بخل جیسی بیماری سے بچ جائیگی۔ اور مال کی محبت بھی دل سے نکل جائیگی۔

۶۔ آج کل اردو بلکہ تقریباً ہر علاقائی زبان میں اچھے اچھے موضوعات پر کتابیں ملتی ہیں۔ اگر عورت خود پڑھ سکتی ہے تو اس قسم کی کتابیں پڑھنے کیلئے دی جائیں۔ اور اگر پڑھی لکھی نہیں ہے تو شوہر کچھ وقت نکال کر اس کو یہ کتاب پڑھ کر سنائے۔

۷۔ اچھے اچھے علماء کی عمدہ عمدہ تقریریں آج کل کیسٹوں کی شکل میں دستیاب ہیں اس قسم کی کیسٹیں انکو لاکر دی جائیں اور سننے پر آمادہ کیا جائے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اصلاح بھی ہوگی اور ساتھ ساتھ گانے وغیرہ کے کیسٹ سننے سے بھی بچ



جائیگی۔

۸۔ اچھی اور دیندار سہیلیوں کا انتخاب، بیوی کو دیندار اور نیک عورتوں سے ملنے جلنے اور تبادلہ خیالات کا موقع فراہم کرے۔ اور اس کو سمجھایا جائے۔ کہ دیندار عورتوں کی صحبت میں بیٹھا کرے۔

۹۔ شر اور فتنوں کی جتنی بھی راہیں ہوں ان سب کو بند کیا جائے بیوی کو بری عورتوں کے ساتھ بیٹھنے اور غلط جگہوں پر جانے سے منع کیا جائے۔

۱۰۔ بیوی کو شرعی پردہ کرنے پر آمادہ کیا جائے۔ پردے کے فوائد اور بے پردگی کے نقصانات سے اس کو آگاہ کرے۔

اس طرح انشاء اللہ تعالی بہت جلد بیوی میں انقلاب آجائیگا۔ اور نہ صرف یہ کہ خود نیک اور متقی بنجائیگی۔ بلکہ دوسری عورتوں کو بھی اس کی دعوت دیگی۔

## تیسری نصیحت: گھر میں ذکر واذکار کی ترویج۔

حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا "مثل البیت الذی یذکر اللہ فیہ والبیت الذی لا یذکر اللہ فیہ مثل الحی والمیت" (صحیح مسلم مشکوۃ ۱/۱۹۶)

یعنی جس گھر میں اللہ تعالی کو یاد کیا جاتا ہو اس گھر کی اور جس گھر میں اللہ تعالی کو یاد نہ کیا جاتا ہو، اس کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔ یعنی جس گھر میں اللہ تعالی کو یاد نہ کیا جاتا ہو، اس کی مثال قبرستان کی ہے، لھذا اپنے گھروں کو تسبیح و تہلیل و تکبیر سے آباد رکھنا چاہیئے۔ ذکر چاہے دل سے ہو یا زبان سے، نماز کی صورت میں ہو یا قرآن کریم کی تلاوت کی صورت میں، علمی بات چیت کی

Scanned with CamScanner

صورت میں ہو یا مفید کتابیں پڑھنے کی صورت میں، جیسے بھی ہو اور جب بھی موقع
ہو۔ اپنے گھر کو اللہ تعالیٰ کی یاد سے معمور اور آباد رکھنا چاہیئے کیونکہ حقیقی آبادی گھر
کی یہی ہے۔

آج کتنے ایسے گھر ہیں جو مذکورہ حدیث نبوی کی رو سے قبرستان بنے
ہوئے ہیں کیونکہ یا تو ان میں رقص و سرور کی محفلیں برپا ہونگی اور گانے بجانے
میں مشغول ہونگے یا پھر کسی کی غیبت میں منہمک ہونگے۔ یا پھر کسی پر بہتان تراشی
یا کسی کی چغلی کھانے میں مصروف ہونگے، جو سب کے سب کبیرہ گناہ ہیں۔ اور
ان پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ پھر ذرا اس گھر کا بھی تصور کریں۔ جہاں ہر قسم کے
منکرات اور گناہوں کا ارتکاب ہو رہا ہو جیسے غیر محرم کا کھلے بندوں گھر میں داخل
ہونا، اور انکے ساتھ اختلاط، یا پڑوسیوں اور غیر محرم رشتہ داروں سے پردہ کئے
بغیر انکی مجلس میں بیٹھ کر گپ شپ مارنا، خدارا بتایئے! کیا ایسے گھروں میں رحمت
کے فرشتے داخل ہوں گے؟ لھذا اپنے گھروں کو اس قسم کے منکرات اور لغویات
سے پاک کرنے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے انکو آباد کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ
رحمت کے فرشتے نازل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم
سب کو ایسا کرنے کی توفیق دے۔ (آمین ثم آمین)

## چوتھی نصیحت

۲۱۔ اپنے گھروں میں عبادت کیلئے کوئی جگہ مخصوص کرنا، ارشاد ربانی ہے
"واوحینا إلی موسٰی واخیه ان تبوئا لقومکما بمصر بیوتا واجعلوا بیوتکم
قبلة واقیموا الصلٰوۃ و بشر المؤمنین (سورہ یونس آیۃ ۸۷)



اور حکم بھیجا ہم نے موسٰی کو اور اس کے بھائی کو، کہ مقرر کرو اپنی قوم کے واسطے
مصر میں سے گھر، اور بناؤ اپنے گھر قبلہ رو، اور قائم کرو نماز۔
یعنی اپنے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے جگہ بنائیں۔
حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔ جب فرعونیوں کی طرف سے بنی اسرائیل پر سختیاں از
حد زیادہ ہوگئیں۔ اور ہر طرح سے انکو تنگ کرنا شروع کیا گیا، تو انہیں نمازیں
زیادہ پڑھنے کا حکم ہوا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔
"استعینو ا بالصبر والصلٰوۃ" (سورۃ البقرۃ آیۃ ۱۵۳) یعنی صبر اور نماز کے
ذریعے اللہ تعالیٰ کی اعانت حاصل کرو۔
حدث شریف میں ہے "کان رسول اللہ ﷺ اذا حزبه امرصلّی" (مشکوٰۃ
۱/۱۱۷)
جب آپ ﷺ کو کوئی مشکل پیش آتی۔ تو نماز پڑھنا شروع کرتے۔
اس سے گھروں میں خاص کر مصیبت کے وقت نماز پڑھنے کی اہمیت معلوم ہوتی
ہے۔ اسی طرح جب کسی جگہ کفار کے غلبہ کی وجہ سے انسان برملا نماز نہ پڑھ سکے
تو گھر میں پڑھے۔ قرآن کریم میں حضرت مریم علیھا السلام کی نماز کی جگہ کا ذکر
آتا ہے "کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا" (سورہ آل
عمران آیۃ ۳۷)
اس آیت میں محراب سے مراد نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔
حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین بھی فرض نماز کے علاوہ
باقی نمازوں کو گھر میں پڑھنے کی ترغیب دیتے تھے۔ درج ذیل واقعہ سے اس مسئلے
کی اہمیت اور بھی زیادہ اجاگر ہوجاتی ہے۔ "عن محمود بن الربیع الانصاری أن

عتبان بن مالک۔ و هو من اصحاب رسول اللّٰه ﷺ ممن شهد بدرا من الانصار، أنه أتى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله قد أنكرت بصرى، و أنا أصلى لقومى فاذا كانت الامطار سال الوادى الذى بينى و بينهم لم أستطع أن آتى مسجد هم فاصلى بهم، وددت يا رسول الله أنک تأتينى فتصلى فى بيتى فأتخذه مصلى ، قال فقال رسول الله ﷺ سأفعل انشاء الله قال عتبان فغدا رسول الله و أبوبكر حين ارتفع النهار، فاستأذن رسول الله ﷺ فأذنت له فلم يجلس حتى دخل البيت ثم قال أين تحب أن أصلى من بيتک ؟ قال فأشرت إلى ناحية من البيت فقام رسول اللّٰه ﷺ فكبر فقمنا فصففنا فصلى ركعتين ثم سلم۔ (بخاری مع فتح الباری ۱۔۵۱۹)

حضرت محمود بن الربیع انصاریؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ عتبان بن مالک جو کہ انصاری اور بدری صحابی ہیں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول، میری نگاہ کمزور پڑ گئی ہے، اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں۔ جب بارش ہو جائے اور میرے اور میری قوم کے درمیان اس وادی میں سیلاب آجائے۔ تو میں انھیں نماز پڑھانے نہیں آسکتا۔ اے اللہ کے رسول! میری خواہش ہے کہ آپ تشریف لاکر میرے گھر میں نماز پڑھیں تاکہ میں اس جگہ کو مسجد (نماز کی جگہ) بنالوں۔ آپ ﷺ نے ایسا کرنے کا وعدہ فرمایا۔ دوسرے دن جب سورج ذرا اوپر چڑھ آیا۔ تو آپ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے گھر میں اندر آنے کی اجازت طلب فرمائی۔ میں نے اجازت دی۔ آپ ﷺ بیٹھے بغیر گھر کے اندر تشریف لائے۔ اور فرمایا آپ اپنے گھر کی کس جگہ کو پسند کرتے ہو جہاں میں نماز پڑھوں۔



کہتے ہیں کہ میں نے گھر کے ایک کونے کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے، تکبیر کہی۔ ہم نے پیچھے کھڑے ہو کر صف بنائی آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھا کر سلام پھیرا۔ (صحیح بخاری (ا۔۶۰)

اس حدیث شریف سے گھر میں نماز کیلئے جگہ متعین کرنے کا مسئلہ معلوم ہو جاتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ یہ مسجد شرعی نہیں ہو گی۔ اور وقف کے احکام اس پر جاری نہیں ہوں گے۔ اگر گھر کا مالک اس جگہ کو گرا کر کسی اور مصرف میں لانا چاہے تو ایسا کر سکتا ہے۔

## پانچویں نصیحت: گھر والوں کی ایمانی تربیت کرنا۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کان رسول الله ﷺ يصلى من الليل إذا أوتر قال قومى فأوترى يا عائشة (رواه مسلم ۱/ ۲۵۵)
یعنی حضور ﷺ رات کو نماز پڑھتے رہتے جب وتر پڑھتے، تو فرماتے، عائشہ! اٹھ کر وتر پڑھ لیں۔

مسند احمد اور ابو داود میں ہے۔ "رحم الله رجلا قام من الليل فصلى فأيقظ امرأته فصلت فان أبت نضح فى وجهها الماء" (مشکوۃ ۱/ ۱۰۹، ابو داؤد ۱/ ۲۰۵) آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالی اس شخص پر رحم فرمائے جو رات کو اٹھ کر خود بھی نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو بھی جگا کر اس سے نماز پڑھوائے۔ اگر وہ اٹھنے سے انکار کرے تو اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے یعنی اسطرح سے اس کی نیند اڑ جائیگی اور نماز تہجد پڑھ لے گی۔

اس طرح عورتوں کو گھر میں صدقہ کرنے کی ترغیب دینے سے بھی انکی

روحانی تربیت ہوجاتی ہے۔ حضور ﷺ نے عورتوں کو صدقہ کرنے کی ترغیب
دی ہے آپ ﷺ نے فرمایا "یا معشر النساء تصدقن فانی رأیتکن اکثر
اھل النار "رواہ البخاری (مشکواۃ ۱/ ۱۵۹) یعنی اے عورتو! تم صدقہ کیا کرو، اس
لئے کہ میں نے دیکھا کہ جہنم میں زیادہ تعداد تمہاری ہے۔

اس کی ایک آسان صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ گھر کے اندر ایک
صندوق رکھے، اور اس میں ہر دن جتنا ہوسکے، ڈالتے رہیں بعد میں اٹھاکر فقراء
اور مساکین پر تقسیم کردیں۔

اسی طرح اگر گھر کا سربراہ خود نفلی روزوں کا اہتمام کرے، مثلاً ایام بیض،
پیر، جمعرات، عاشورہ، عرفہ، محرم اور شعبان کے روزے رکھے، تو گھر کے باقی
افراد بھی اسکے دیکھا دیکھی روزے رکھنا شروع کردیں گے اور اس طرح پورا گھر
رحمتوں اور برکتوں والا گھر بن جائیگا۔

## چھٹی نصیحت: گھر سے متعلق دعائیں پڑھنے کا اہتمام کرنا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے 'إذا دخل الرجل بیته فذکر اللہ عند
دخوله وعند طعامه قال الشیطان لامبیت لکم ولا عشاء و إذا دخل فلم
یذکر اللہ عند دخوله قال الشیطان أدرکتم المبیت واذا لم یذکر اللہ عند
طعامه قال أدرکتم المبیت والعشاء - رواہ البیهقی فی الآداب (ص ۳۱۰ و
مسلم ۲/ ۱۷۲، و مشکوۃ ۲۔ ۳۶۳)

آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو اور گھر میں داخل
ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرے، تو شیطان اپنے ساتھیوں
سے کہتا ہے نہ تو تمہارے لیے یہاں رات گذارنے کی جگہ ہے اور نہ رات کا کھانا
ملیگا اور جب داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے تو شیطان اپنے ساتھیوں
سے کہتا ہے کہ رات گذارنے کی جگہ مل گئی اور اگر کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کو یاد نہ
کرے اور بسم اللہ نہ پڑھے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ لو، رات
گذارنے کی جگہ بھی ملی اور کھانا بھی۔



دیکھئے بسم اللہ نہ کہنے کی وجہ سے شیطان اس گھر میں بسیرا بھی کرلیتا
ہے اور کھانے میں بھی شریک ہوتا ہے اور کھانے میں بے برکتی ہوجاتی ہے۔ اسلئے
گھر میں داخل ہوتے وقت اور گھر سے نکلتے وقت بھی دعا پڑھ لینی چاہیئے۔ گھر سے
نکلتے وقت کی دعاء یہ ہے بسم اللہ توکلت علی اللہ ولاحول ولا قوۃ الا
باللہ۔

ابوداؤد میں ہے ان رسول اللہ ﷺ قال اذا دخل الرجل فیقال له
حسبک قدهدیت و کفیت و وقیت، فتنحی له الشیطان فیقول له
شیطان آخر کیف لک برجل قدهدی وکفی ووقی" (ابوداؤد ۲/ ۳۳۹)

آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنے گھر سے نکلے اور 'بسم اللہ
توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ" پڑھتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ
اللہ تعالی آپکے لئے کافی ہے۔ آپکی صحیح راہ کی طرف راہنمائی کی گئی۔ اللہ تعالی
آپکے لئے کافی ہے اور آپ شیطان کے شر سے بچائے گئے۔ تو شیطان اس سے الگ
ہوجاتا ہے۔ اور دوسرا شیطان اس سے کہتا ہے کہ تم ایسے آدمی کو کیسے گمراہ
کروگے؟ جس کو ہدایت کی گئی ہو۔ اللہ تعالی اس کیلئے کافی ہو، اور ہر قسم کے شر

سے بچایا گیا ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ "قالت کان رسول الله ﷺ اذا دخل بيته بدأ بالسواک" (مسلم کتاب الطہارۃ ۱/ ۱۲۸)

یعنی حضور ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب گھر میں داخل ہوتے۔ تو مسواک کرنا شروع فرماتے۔

## ساتویں نصیحت :۔ گھر میں شیطان کے بھگانے کیلئے سورۃ بقرہ کا پڑھنا۔

اس بارے میں کئی احادیث وارد ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے "قال رسول الله ﷺ لاتجعلو بيوتكم مقابر إنّ الشيطان ينفر من البيت الذى تقرأفيه سورة البقرة (صحیح مسلم عبد الباقی ۱۔۵۳۹ و مشکوۃ ۱/ ۸۴ او ترمذی ۲/ ۱۱۱)

آپ ﷺ نے فرمایا اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے قال رسول الله ﷺ اقرأواسورة البقرةفى بيوتكم فان الشيطان لايدخل بيتا تقرا فيه سورة البقره۔ (رواہ الحاکم فی المستدرک ۱۔۵۶۱ و ترمذی ۲/ ۱۱۱)

آپ ﷺ نے فرمایا، اپنے گھروں میں سورہ بقرہ پڑھ لیا کرو، اس لئے کہ شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا، جس میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہو۔

سورہ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے بارے میں خصوصی طور پر فضیلت آئی ہے "إنّ الله تعالى كتب كتابا قبل ان يخلق السموت والارض بألفى عام



وهوعندالعرش، وانه أنزل منه آيتين ختم بها سورة البقره ولا تقرآن فى دار ثلاث ليال فيقربها الشيطان" (رواہ احمد فی السنۃ ۴۔۲۷۴، ومشکوۃ ۱/ ۱۸۷، وترمذی ۲/ ۱۱۴) آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے زمین اور آسمانوں کے پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک کتاب لکھی جو کہ عرش کے پاس ہے۔ اور اس کتاب سے دو آیتیں نازل فرمادیں جن پر سورہ بقرہ کو ختم کیا، جس گھر میں بھی یہ آیتیں تین راتیں پڑھی جائیں۔ شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتا۔

## آٹھویں نصیحت : گھر والوں کو تعلیم و تربیت دینا۔

گھر والوں کو تعلیم دینا ایک شرعی فریضہ ہے۔ اور گھر کے سربراہ کو یہ فریضہ پورا کرنا چاہیئے تاکہ آیت کریمہ "ياايها الذين آمنوا قوا أنفسكم واهليكم نارا وقودها الناس والحجارة" (سورۃ التحریم۔۶) پر عمل ہو سکے۔ یہ آیت گھر والوں کی تعلیم و تربیت اور انکو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے حضرت قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں بتاتے ہیں کہ اپنے گھر والوں کو اللہ تعالی کی اطاعت کا حکم دو، اور اللہ تعالی کی نافرمانی سے منع کرو اس فریضہ کو انجام بھی دو اور گھر والوں کے ساتھ اس میں تعاون بھی کرو۔ جب بھی گھر والوں کو اللہ تعالی کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھو تو انکو اس سے روکو (تفسیر طبری) ضحاک رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر یوں مروی ہے کہ ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنے رشتہ داروں وغیرہ کو ان تمام چیزوں کی تعلیم دے جو جو اللہ تعالی نے ان پر فرض کی ہیں اور جس جس سے منع فرمایا ہے (ابن کثیر) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انکو تعلیم دو، اور انکو ادب سکھادو، (زاد المسیر لابن الجوزیؒ)

یعنی ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم اپنی اولاد اور گھر والوں کو دین اور بھلائی کی تعلیم دیں، اور ادب سکھائیں۔

دیکھئے حضور ﷺ نے تو باندیوں کی تعلیم پر بھی زور دیا ہے حالانکہ وہ غلام ہوتی ہیں۔ تو آزاد کی تعلیم کیسے ضروری نہ ہو گی۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں اس پر "باب تعلیم الرجل أمته وأهله" باندھا ہے، اسکے بعد حدیث نقل کی ہے۔ "ثلاثة لهم اجران .... ورجل كانت عنده أمة فأدبها فأحسن تأديبها و علمها فأحسن تعليمها ثم أعتقها فتزوجها فله أجران" (۱/۲۰) یعنی جس شخص کے پاس باندی ہو وہ اسکو خوب اذب سکھائے اور خوب تعلیم دے اسکے بعد آزاد کر دے، اور اسکے ساتھ نکاح کرے، تو ایسے شخص کو اللہ تعالی کے طرف سے دو اجر ملیں گے۔ حدیث میں صرف باندی کا ذکر ہے امام بخاریؒ نے "اهل" کو اس پر قیاس کیا ہے کہ جب باندی کی تعلیم وتربیت ضروری ہے تو حر اور آزاد عورت کی تعلیم وتربیت کیونکر لازم نہ ہو گی! چونکہ عام طور پر مرد دوسرے امور میں مشغول رہتا ہے، اور گھر والوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں ہوتی اس لئے اس حدیث میں اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اور ایسا ہو سکتا ہے کہ ہر انسان اپنے دن رات کے اوقات میں سے تھوڑا سا وقت نکالے۔ اور مقرر کر دے کہ فلاں وقت تعلیم ہو گی۔ اس طرح اس کے دوسرے مشاغل بھی متاثر نہیں ہوں گے۔ اور گھر والوں کا بھی کام ہو جائیگا ایسا کرتے ہوئے ممکن ہے کہ پڑوس کے لوگ یا دور کے رشتہ دار بھی آکر اس میں حصہ لیں اور مستفید ہو جائیں، اور ایسا کرنا کوئی نئی بات نہیں، بلکہ آپ ﷺ سے اس کا



ثبوت بھی ہے کہ آپ ﷺ نے عورتوں کی تعلیم کیلئے باقاعدہ الگ دن مقرر فرمایا تھا۔

امام بخاریؒ نے اس پر "باب هل يجعل للنساء يوم على حدة في العلم" باندھا ہے اسکے بعد حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث ذکر کی ہے جس میں ہے "قالت النساء للنبي ﷺ غلبنا عليك الرجال فاجعل لنا يوما من نفسک فوعدهن يوماً لقيهن فيه فوعظهن وأمرهن" (۱/۲۰) یعنی عورتوں نے آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ مرد ہمارے اوپر آپکے بارے میں غالب آئے۔ یعنی وہ ہر وقت آپکی مجلس میں حاضری دے سکتے ہیں۔ اور ہم ایسا نہیں کر سکتیں اس لئے آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے کوئی دن مقرر فرما دیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک دن کا انکے ساتھ وعدہ فرمایا اس میں ان سے ملاقات کی انکو وعظ فرمایا اور احکام دیئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ سھل بن ابی صالح کی روایت میں یہ بھی آیا ہے "فقال موعدكن بيت فلانة فأتاهن فحدثهن اه فتح الباری (۱-۱۹۵) یعنی حضور ﷺ نے ان عورتوں سے فرمایا، کہ فلاں عورت کے گھر میں جمع ہوں، آپ ﷺ وہاں تشریف لائے اور انکو وعظ ونصیحت فرمائی اور تعلیم دی۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ عورتوں کیلئے گھر میں تعلیم کا بندوبست ہونا چاہیئے۔ جیسا کہ ان صحابہ عورتوں نے اسکا مطالبہ کیا اور یہ کہ صرف مردوں ہی کو تعلیم دینے اور عورتوں کیلئے کوئی بندوبست نہ کرنے میں دعوت الی اللہ والوں اور گھر کے بڑوں کا بہت بڑا قصور ہے۔

یہاں کسی کے دل میں یہ بات آسکتی ہے کہ چلو ہم نے اپنے گھر والوں کیلئے وقت بھی نکالا، اور دن بھی مقرر کیا، تو اب اس کا طریقہ کیا ہوگا اس میں ہم انکو پڑھائیں کیا؟

یہ سوال بڑا معقول ہے اور اس کا جواب بھی بہت آسان ہے، وہ یہ کہ آپ ایک ٹائم ٹیبل بنالیں۔ مثلاً

۱۔ تفسیر کیلئے اردو کی کوئی آسان تفسیر مثلاً تفسیر عثمانی منتخب کریں یہ آسان بھی ہے اور مختصر بھی ہے اس میں سے ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا پڑھاتے رہیں، خود زیادہ تفصیل کیلئے مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ کی تفسیر معارف القرآن سامنے رکھیں۔

۲۔ حدیث کیلئے ریاض الصالحین رکھیں اس کا اردو ترجمہ بازار سے دستیاب ہے یا مولانا محمد منظور نعمانیؒ کی معارف الحدیث رکھیں۔

۳۔ سیرت نبوی کیلئے ڈاکٹر عبد الحی عارفی رحمہ اللہ کی کتاب "اسوۂ رسول اکرم ﷺ" رکھیں۔ مزید تفصیل کیلئے مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ کی کتاب "سیرت مصطفیٰ" رکھیں نیز سیر صحابیات بھی موزوں کتاب ہے۔

۴۔ فقہی مسائل کیلئے عمدۃ الفقہ مؤلف مولانا زوار حسین شاہ صاحب رحمہ اللہ رکھیں یا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب " بہشتی زیور" رکھیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالی ہر موضوع سے متعلق عورتوں کو اچھی خاصی معلومات حاصل ہو جائیں گی۔ اور فائدہ ہوگا۔



**نویں نصیحت** : گھر میں دینی کتابوں پر مشتمل ایک چھوٹا سا کتب خانہ رکھنا

اس کا فائدہ یہ ہوگا، کہ گھر والوں کی تعلیم وتربیت میں بھی اس سے مدد ملیگی اور دین بھی سمجھ میں آجائیگا۔ یہ ضروری نہیں کہ یہ کتب خانہ از حد بڑا ہو اور اس میں دنیا بھر کی کتابیں موجود ہوں۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ یہ کتب خانہ چھوٹا ہونے کے باوجود کچھ عمدہ اور بہترین کتابوں پر مشتمل ہو۔ جس کو گھر میں رکھا بھی جاسکے اور صفائی ستھرائی کا بندوبست بھی بآسانی ہوسکے۔ کیونکہ جس طرح کتابوں کا رکھنا ضروری ہے اس طرح ان کی حفاظت بھی لازمی ہے۔ کتابیں ایسی ہوں جس کو گھر والے سمجھ سکیں۔ اور گھر والوں کو انکے مطالعہ کی ترغیب بھی دی جائے۔

اس کیلئے کھلا اور ہوادار کمرہ ہونا چاہئے۔ اگر آرام کے کمرے میں یا مہمانوں کو بٹھانے کے کمرے میں اس کیلئے گنجائش نکالی جاسکے تو بہت بہتر ہے تاکہ جب بھی موقع ملے کتاب اٹھاکر مطالعہ کرسکے۔

کچھ کتابیں ایسی ہوں جن کی طرف تفصیلی مسائل کیلئے مراجعت کی جاسکے۔ اور کچھ ایسی ہوں جو چھوٹوں اور بڑوں مردوں اور عورتوں کی استعداد کے مطابق ہوں۔ اس بارے میں کسی ایسے عالم سے مشورہ کرنا چاہئے جو کتابوں کے بارے میں مہارت رکھتا ہو، تاکہ وہ عمدہ سے عمدہ کتابیں لینے کا صحیح مشورہ دے۔ پھر ان کتابوں کی ترتیب سے رکھنے کا بھی خیال رکھے مثلاً ایک الماری یا ایک خانہ میں تفسیر ہو دوسرے میں حدیث ہو، تیسرے میں فقہ ہو چوتھے میں سیرت و تاریخ ہو تاکہ حسب ضرورت جس موضوع سے متعلق کتاب درکار

ہو تو سہولت کے ساتھ تلاش کر کے نکالی جاسکے یہاں پر ہم صرف قارئین کی سہولت کیلئے کچھ کتابیں درج کر دیتے ہیں۔

۱۔ **تفسیر**: ہم نے پہلے بھی لکھا ہے کہ اس موضوع پر اردو میں تفسیر عثمانی جو کہ مختصر ہے اور معارف القرآن مولفہ مفتی محمد شفیعؒ بہت عمدہ تفسیریں ہیں، اگر اس کے ساتھ مولانا تھانویؒ کی بیان القرآن ہو تو اور بھی اچھا ہوگا۔ عربی تفسیروں میں سے تفسیر مظہری، تفسیر روح المعانی اور تفسیر ابن کثیر بہت اہم ہیں۔

**حدیث** :۔ اردو میں معارف الحدیث اور ترجمان السنۃ بہت ہی مفید اور کار آمد کتابیں ہیں عربی میں صحاح ستہ یعنی صحیح بخاری صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، موطا امام مالک، موطا امام محمد اور شرح معانی الآثار۔

**عقیدہ** :۔ اس بارے میں عربی میں عقیدۂ طحاویہ، شرح الفقہ الاکبر اور قصیدۂ بدء الامالی کافی ہیں، اور اردو میں المہند علی المفند یعنی عقائد علماء دیوبند کا مطالعہ ضروری ہے۔

**فقہ** :۔ اردو میں بہشتی زیور، عمدۃ الفقہ، امداد الفتاوی، احسن الفتاوی اور فتاوی دار العلوم دیوبند، اور عربی میں رد المحتار، البحر الرائق اور بدائع الصنائع بہترین کتابیں ہیں۔

**سیرت اور تاریخ** : سیرت کیلئے اسوۂ رسول اکرم ﷺ سیرت المصطفی اور



سیرت صحابیات۔ اور عربی میں البدایہ والنہایہ اور سیرۃ ابن ہشام بہت عمدہ ہیں۔ اس کے علاوہ وعظ و ارشاد اور اصلاح سے متعلق علماء کی اچھی اچھی کتابیں کتب خانوں پر ملتی ہیں۔ بوقت ضرورت ان کا انتخاب کیا جاسکتا ہے، ہم نے صرف بطور مثال چند کتابیں ذکر کی ہیں، یہ مطلب نہیں۔ کہ انکے علاوہ اور کوئی کتاب ہی نہیں، ان موضوعات پر ہر شخص اپنے اپنے ذوق کے اعتبار سے کتابیں منتخب کر سکتا ہے۔

## دسویں نصیحت :۔ تقریروں پر مشتمل کتب خانہ کا ہونا۔

جس طرح گھر کے اندر مندرجہ بالا موضوعات پر کتابیں رکھنا از حد ضروری ہے اس طرح اچھے اچھے مقررین اور اچھے علماء کی تقریریں بھی آجکل کیسٹوں کی شکل میں دستیاب ہیں۔ اس طرح اچھے اچھے قاریوں کی تلاوت بھی کیسٹوں کی شکل میں ملتی ہیں۔ ان کا رکھنا بھی گھر میں فائدے کا سبب ہوگا۔ اس سے ایک طرف تو ذہن پر اچھے اثرات مرتب ہونگے، اور دوسری طرف گانے بجانے اور غلط قسم کی کیسٹ سننے سے بھی بچ جائینگے۔

## گیارھویں نصیحت :۔ نیک لوگوں اور علماء کرام کو گھر پر بلانا۔

کبھی کبھار علماء نیک اور صالح لوگوں کا اپنے گھر اجتماع رکھنا چاہیئے۔ اس طرح سے اچھے لوگوں کی صحبت بھی حاصل ہو جائیگی اور ان سے رابطہ اور علاقہ بھی قائم ہوگا کیونکہ آج کل ہمارے عملی اور اخلاقی تنزل کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ علماء و صلحاء سے ہمارا رابطہ نہیں رہا۔ اور ہم ایک دوسرے سے

دور ہوتے چلے گئے۔یہ انگریز کی پالیسی تھی۔ کہ عوام کو علماء سے بد ظن اور دور کیا جائے جیساکہ علامہ اقبالؒ نے ایک جگہ شیطان کی اپنی اولاد سے نصیحت کے تحت کہاہے ؎

افغانیوں کی غیرت دینی کا ہے علاج

ملا کو انکے کوہ و دامن سے نکال دو

اس لئے اگر کبھی کبھار گھر پر وعظ و نصیحت کیلئے مجلس کا انعقاد ہو جائے تو اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالی۔

قرآن کریم نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعاء ذکر کی ہے "رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤ مناً و للمؤمنین والمؤمنات ولا تزد الظالمین الا تبارا" (سورہ نوح۔۲۸) نیک اور صالح لوگوں کے گھر میں آنے سے ایمان کی روشنی پھیلے گی۔ اور ان سے مسائل وغیرہ کے سوالات وجوابات کی صورت میں دینی معلومات حاصل ہونگی۔ایک حدیث شریف میں اہل علم کی مجلس کو عطار کی دکان سے تشبیہ دی ہے کہ عطر فروش کی دکان پر یا تو عطر خرید لیگا،اور اگر عطر نہ بھی خریدے تو خوشبو تو سونگھ ہی لیگا۔اسی طرح علماء کی مجلس میں یا تو خود کوئی مسئلہ پوچھ کر معلوم کر لیگا یا کوئی اور پوچھ لیگا تو دوسرا آمی اس کو سن لیگا۔اور عورتوں کو بھی پس پردہ سننے میں فائدہ ہوگا۔اور اس طرح سب کی تربیت ہو جائیگی۔اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب نیک لوگوں کا آنا جانا ہوگا تو برے قسم کے لوگوں کا آنا جانا خود بخود ختم ہو جائیگا۔انشاء اللہ تعالی۔



## بارھویں نصیحت :۔ گھر میں شرعی احکام کی تعلیم دینا۔

(۱) گھر میں نماز کا اہتمام کرنا چاہئے ابو داؤد میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا "خیر صلاۃ المرء فی بیتہ الا الصلاۃ المکتوبہ" (ابو داؤد ۱/۲۰۴ و مصنف ابن ابی شیبۃ ۲/۲۵۶) مرد کیلئے فرض نماز کے علاوہ اور نمازیں گھر پر پڑھ لینا زیادہ افضل ہے فرض بغیر کسی شدید عذر کے گھر پر نہ پڑھے بلکہ مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھے،اس سے ایک تو جماعت کا ثواب ملیگا دوسرا مسجد کا ثواب ملیگا اور تیسرا یہ کہ لوگ نکتہ چینی نہیں کرینگے کہ دیکھئے فلاں آدمی جماعت سے غائب رہتا ہے نوافل کا اہتمام گھر پر ہی افضل ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا "تطوع الرجل فی بیتہ یزید علی تطوعہ عند الناس،کفضل صلاۃ الرجل فی جماعۃ علی صلاۃ وحدہ "(مصنف ابن ابی شیبۃ ۲/۲۵۶) یعنی نفل نماز گھر پر پڑھ لینا لوگوں کے ساتھ پڑھنے کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے جماعت کے ساتھ نماز تنہا نماز پڑھنے کے مقابلے میں البتہ جو سنت مؤکدہ ہیں اگر یہ اندیشہ ہو کہ شاید گھر پر پڑھنے کا موقع نہ ملے تو پھر مسجد میں ہی پڑھ لینا افضل ہے۔اسی طرح وتر کا بھی معاملہ ہے۔باقی رہا عورتوں کا مسئلہ تو چونکہ عورتوں کا مسئلہ پردہ پر مبنی ہے لہذا عورتیں ہر نماز اپنے گھر کے بالکل اندر کسی گوشے میں پڑھیں جیسا کہ عورتوں کیلئے ارشاد نبوی ہے خیر صلاۃ النساء فی قعر بیوتھن" (طبرانی)

۲۔ کوئی کسی کے گھر میں نہ تو اس کی اجازت کے بغیر امام بنے،اور نہ اس کی جگہ پر بیٹھے۔

جب کوئی کسی کے گھر میں جائے اور نماز کا وقت ہو جائے تو گھر کے مالک کی اجازت کے بغیر امام نہ بنے۔ اور نہ ہی اس کے بیٹھنے کیلئے مختص جگہ پر بیٹھے۔ ہاں اگر وہ اس کی اجازت دے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا "لا یؤم الرجل فی سلطانه ولا یجلس علی تکرمته فی بیته الا باذنه" (ابو داؤد) یعنی مہمان اگر گھر کے مالک سے علم اور فراست میں بڑھا ہوا ہو تب بھی نماز پڑھانے کیلئے خود آگے نہ ہو، جب تک گھر کا مالک خود اس سے فرمائش نہ کرے اسی طرح مسجد کا مسئلہ بھی ہے اگر مسجد کا مقرر کردہ امام موجود ہو تو اس کی اجازت کے بغیر کوئی اور آگے نہ ہو، کیونکہ ایسا کرنے سے اس کے دل پر بوجھ پڑ جائیگا۔

**۳۔ کسی کے گھر میں جاتے وقت اندر جانے کی اجازت طلب کرنا۔**

ارشاد خداوندی ہے "یا أیها الذین آمنوا لاتدخلوا بیوتًا غیر بیوتکم حتی تستأنسوا وتسلموا علی أهلها ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون، فان لم تجدوا فیها أحداً فلا تدخلوها حتی یؤذن لکم، و ان قیل لکم ارجعوا فارجعوا هو أزکیٰ لکم والله بماتعملون علیم (سورۃ نور آیت ۲۷۔۲۸)

اس آیت کریمہ میں مؤمنوں کو حکم ہے کہ کسی کے گھر میں اس وقت تک داخل نہ ہوں، جب تک گھر کے مالک سے اندر جانے کی اجازت نہ ملے۔ کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ گھر کا مالک نہ ملنا چاہتا ہو یا ایسی حالت میں ہو کہ اس حالت میں پسند نہ کرتا ہو کہ کوئی اسکو دیکھ لے اس لئے اسلام نے یہ پابندی لگائی کہ اجازت لیکر اندر داخل ہوں اور اگر کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو اس سے چیں بجبیں نہیں ہونا



چاہئے بلکہ خندہ پیشانی سے واپس چلے جانا چاہئے، کیونکہ یہی اللہ پاک کا حکم ہے اور اللہ پاک کے حکم پر عمل کرنے پر ناراضگی کا اظہار مسلمان کے شایان شان نہیں ہے۔

۴۔ اجازت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے السلام علیکم کہے اس کے بعد کہے کیا میں اندر آسکتا ہوں۔ اگر گھر والا پوچھے کہ کون ہو؟ تو صاف صاف اپنا نام بتانا چاہئے کہ میں فلاں ہوں۔ یوں نہ کہے کہ "میں ہوں" جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے ایک شخص نے حضور ﷺ کے ہاں داخل ہونے کی اجازت طلب کی جب پوچھا گیا کہ کون؟ تو کہا کہ "میں" اس پر آپ ﷺ نے فرمایا، "میں میں" کیا ہوتا ہے۔

(مشکوۃ ۲/ ۴۰۰، و مسلم ۱/ ۲۱۱ و بخاری ۲/ ۹۲۳، و تفسیر کشاف)

۵۔ جس گھر میں کوئی رہائش پذیر نہ ہو اور اس گھر میں اس کا سامان ہو تو بغیر اجازت کے بھی داخل ہو سکتا ہے کیونکہ وہاں پر کسی بے پردگی وغیرہ کا کوئی مسئلہ نہیں ہے اسلئے بغیر اجازت کے بھی داخل ہو سکتا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے۔

"لیس علیکم جناح أن تدخلوا بیوتا غیر مسکونة فیها متاع لکم والله یعلم ماتبدون وما تکتمون" (سورۃ نور آیت ۲۹)

۶۔ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کے گھر سے انکی اجازت کے بغیر کھانا کھانا۔ اگر صراحتاً یا دلالۃً معلوم ہو کہ یہ رشتہ دار یا دوست ایسا کرنے پر ناراض نہیں ہو گا۔ تو اسکی اجازت کے بغیر بھی وہاں سے کھانا کھا سکتے ہیں حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ وہ گھر پر موجود نہیں تھے۔ ان کے دوست آئے اور انکے کھانے کے سامان سے کھانے لگے اتنے میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تشریف لائے تو خوش ہو کر بولے کہ ہم نے اگلوں یعنی صحابہ کرامؓ کو ایسا ہی پایا

تھا (تفسیر کشاف) ارشاد باری تعالی ہے۔ "ليس على الأعمى حرج ولا على الأعرج حرج ولا على المريض حرج ولا على انفسكم أن تأكلوا من بيوتكم أو بيوت آبائكم أو بيوت أمهاتكم أو بيوت إخوانكم أو بيوت أخواتكم أو بيوت أعمامكم أو بيوتِ عماتكم أو بيوت أخوالكم أو بيوت خالاتكم أو ماملكتم مفاتحه أو صديقكم" (سورۃ نور آیت ۶۱)

۷۔ اکیلے یا ایک ساتھ کھانا۔

بعض لوگ اکیلے کھانا پسند نہیں کرتے جبکہ بعض لوگ اس کے برعکس اکیلے کھانا ضروری سمجھتے ہیں اسلام نے دونوں کی اجازت دی ہے ایک ساتھ بھی کھانا جائز ہے اور اکیلے بھی۔ قرآن کریم میں ہے۔

"ليس عليكم جناح أن تأكلوا جميعاً أو أشتاتاً" (سورۃ نور آیت ۶۱)

۸۔ بچوں کو والدین کے کمرے میں بغیر اجازت کے نہیں جانا چاہیئے تین اوقات ایسے ہیں جن میں نابالغ بچوں اور خادموں کو بھی اپنے ماں باپ اور مالک کے آرام کے کمرے میں اجازت کے بغیر نہیں جانا چاہیئے۔

ایک فجر کی نماز سے پہلے دوسرا دوپہر کو آرام کرنے کے وقت اور تیسرا عشاء کی نماز کے بعد، کیونکہ یہ تینوں اوقات ایسے ہیں کہ لوگ سونے کیلئے کپڑے اتار دیتے ہیں یا میاں بیوی ایک ہی چارپائی پر لیٹے ہوتے ہیں۔ تو ان اوقات میں جب تک اجازت نہ ملے اندر نہیں جانا چاہیئے کہیں ایسا نہ ہو، کہ ایسی حالت میں ان پر نظر پڑ جائے جس میں وہ نظر آنا پسند نہ کرتے ہوں۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ میری والدہ ہے اور میں اس کی خدمت کرتا ہوں تو کیا



میں بھی اجازت طلب کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ اس کو ننگی حالت میں دیکھنا پسند کرتے ہیں؟ اس شخص نے کہا کہ نہیں آپ ﷺ نے فرمایا، تو پھر اجازت طلب کیا کرو۔ (مشکوٰۃ ۲/ ۴۰۱ و موطا امام مالک ۷۲۵ و تفسیر کشاف) البتہ ان تین اوقات کے علاوہ باقی اوقات میں انکے کیلئے اجازت طلب کرنا ضروری نہیں ہے۔

کیونکہ ان کا بار بار آنا ہوتا ہے۔ اگر ہر بار انکو اجازت لینے کا پابند بنایا جائے تو اس میں ان کیلئے حرج اور تنگی ہے ارشاد باری ہے "يا أيها الذين آمنوا ليستأذنكم الذين ملكت ايمانكم والذين لم يبلغوا الحلم منكم ثلاث مرات، من قبل صلوٰة الفجر و حين تضعون ثيابكم من الظهيرة و من بعد صلوٰة العشاء، ثلاث عورات لكم ليس عليكم ولا عليهم جناح بعد هن طوافون عليكم بعضكم على بعض كذالك يبين الله لكم الا يات والله عليم حكيم" (سورۂ نور آیت ۵۸)

۹۔ کسی کے گھر میں جھانکنا منع ہے حدیث شریف میں آتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا من اطلع في بيت قوم بغير إذن ففقؤا عينه فلادية ولا قصاص" (مسند احمد ۲/ ۵۸۳، ابوداؤد ۲/ ۷۴۳) یعنی اگر کوئی کسی کے گھر میں بغیر اجازت کے جھانک کر دیکھے اور گھر کا مالک اس کی آنکھ پھوڑ دے، تو اس پر دیت ہے اور نہ قصاص۔

دوسروں کے ہاں آنے کے آداب ہم نے بالکل فراموش کر دیئے ہیں گویا کہ یہ سرے سے کوئی حکم ہی نہیں ہے، حالانکہ شریعت نے کتنی سختی سے ہمیں اس کا پابند بنایا ہے آج کل جو بے پردگی عام ہو رہی ہے اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ ہم نے شریعت کے مطابق اٹھنا بیٹھنا اور چلنا پھرنا یا تو سیکھا ہی نہیں یا پھر اس کو نظر

انداز کر جاتے ہیں اور خود اپنے ہاتھوں فتنوں کے دروازے کھول دیتے ہیں۔ اللہ
تعالی ہم سب کی حالت پر رحم فرمائے۔

۱۰۔ جس عورت کو طلاق دی گئی ہو وہ نہ تو خود گھر سے نکلے اور نہ ہی اسے کوئی اور
گھر سے نکالے تاوقتیکہ اس کی عدت ختم نہ ہو جائے ارشاد ربانی ہے۔ "یاأیھا
النبی إذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن وأحصوا العدة واتقوا اللہ ربکم
ولا تخرجو ھن من بیوتھن ولا یخرجن إلاّ ان یأتین بفاحشة مبینه وتلک
حدود اللہ ومن یتعد حدود اللہ فقد ظلم نفسه لاتدری لعل اللہ یحدث بعد
ذلک أمرا" (سورۃ الطلاق۔۱)

اس آیت کریمہ میں اللہ پاک نے مطلقہ عورتوں کے احکام بیان فرمائے
ہیں۔ کہ اگر کوئی اپنی عورت کو طلاق دے، تو طھر یعنی پاکی کے زمانے میں
دے۔ تو عدت کے دوران نہ تو وہ خود گھر سے نکلے اور نہ ہی کوئی اور اسے گھر سے
نکالے ہاں اگر عورت کوئی فحش حرکت کرے یا بد زبان ہو، اور اس وجہ سے اس کو
گھر سے نکالدے تو کوئی حرج نہیں ہے ویسے اسکو نہ نکالا جائے کیونکہ اگر طلاق
رجعی ہے تو گھر میں ایک تو رہنے کی صورت میں رجوع اور دوبارہ ملنے کے
امکانات زیادہ ہونگے یہی وجہ ہے کہ مطلقہ رجعیہ کیلئے زیب و زینت کرنا بہتر اور
اولی ہے۔ اگر عورت نافرمانی اختیار کرے تو اس کو راہ راست پر لانے کیلئے پہلے تو
اس کو نصیحت کرے نہ مانے تو اس سے ہمبستری ترک کردے۔ اللہ پاک کا ارشاد
ہے 'واھجروھن فی المضاجع" (سورۃ نساء۔۳۴) یعنی اس سے الگ
تھلگ سوئے اور ہمبستری ترک کردے۔



۱۲۔ بلاضرورت گھر میں تنہا رات نہ گذارے۔

حدیث شریف میں ہے 'عن ابن عمرؓ أن النبی ﷺ نھی عن الوحدة أن
یبیت الرجل أویسافر وحدہ " مسند احمد (۲۔۹۱) یعنی گھر میں تنہا رات نہ
گذارے، اور سفر بھی اکیلے نہ کرے، یہ نہی اشفاق ہے یعنی شفقت کیلئے منع کیا
ہے حرام نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تنہائی میں انسان کو وحشت سی ہونے
لگتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کوئی دشمن حملہ کردے یا چور گھر میں گھس آئے یا بیمار
پڑ جائے تو اس لئے ساتھی ہونیکی صورت میں اس کی ڈھارس بندھی رہے گی۔

۱۳۔ اگر گھر کی چھت کے ارد گرد دیوار نہ ہو تو ایسی چھت پر نہ سوئے حدیث
شریف میں آتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا" من بات علی ظھر بیت لیس
حجار فقد برئت منه الذمة (ابوداؤد ۲/۳۳۱)

گرمی کے دنوں میں لوگ حبس سے بچنے کیلئے کھلی فضاء میں چھت کے
اوپر سونا پسند کرتے ہیں۔ اور نیند کے دوران انسان کروٹیں بدلتا رہتا ہے خصوصاً
بچے تو بہت زیادہ کروٹیں لیتے ہیں۔ لھذا اگر چھت کے ارد گرد باڑھ اور دیوار نہ ہو
تو نیچے گرنے کا خطرہ ہے نیز بعض لوگوں کی یہ عجیب عادت ہوتی ہے کہ وہ نیند کی
حالت میں چلنا شروع کردیتے ہیں اور انکو کچھ بھی پتہ نہیں چلتا ایسی صورت میں
چھت پر سونا خطرے سے خالی نہیں یا پیشاب کا تقاضا ہو جائے تو یہ خیال کرے کہ
شاید میں نیچے صحن میں ہوں۔ اور چلنا شروع کردے تو ان تمام صورتوں میں
چھت سے نیچے گر پڑنے کا خطرہ ہے لھذا گھر کی ایسی چھت پر نہ سوئے۔

۱۴۔ لوگ گھروں میں بلیاں پالتے ہیں۔ اگر بلی کسی برتن میں منہ ڈالدے، تو اس

کی وجہ سے وہ برتن ناپاک نہیں ہوتا۔

مسند احمد میں (۵۔۳۰۹) میں ہے عن عبد اللہ بن أبی قتادہ عن أبیہ أنہ وضع له وضوئه فولغ فيه السنور فأخذ يتوضأ فقالوا يا أبا قتادہ قدولغ فيه السنور فقال سمعت رسول اللہ ﷺ يقول السنور من أهل البيت وإنه من الطوافين والطوافات عليكم"۔

عبد اللہ بن ابی قتادہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت ابو قتادہؓ کیلئے وضو کا پانی رکھا گیا اتنے میں بلی نے آکر اس میں منہ ڈالدیا۔ حضرت ابو قتادہؓ نے اس پانی سے وضو کرنا چاہا تو گھر والوں نے بتایا کہ اس میں تو بلی نے منہ ڈالا ہے اس پر حضرت ابو قتادہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ بلی گھر والوں میں سے ہے اور یہ آپکے پاس بکثرت آنے جانی والی ہے ایک روایت میں یہ بھی ہے "انها ليست بنجس انها من الطوافين والطوافات عليكم" (مسند احمد ۵۔۳۰۹ و طحاوی ۱/۲۱) یعنی بلی ناپاک نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بلی سے کوئی چیز چھپانا مشکل ہے یہ ہر اس جگہ پہنچ جاتی ہے جہاں کھانے پینے کی چیزیں رکھی ہوں اب اگر اس کا جھوٹا ناپاک قرار دیا جائے تو اس میں ظاہر ہے کہ بہت بڑا حرج ہے اس وجہ سے شریعت نے اس ضرورت کی بناء پر اس کے جھوٹے کو ناپاک قرار نہیں دیا۔ اور یہ بھی ہم پر اللہ تعالی کی محض مہربانی ہے کہ اس نے ہماری ضروریات کا خیال فرمایا فله الحمد اولاً و آخراً و ظاهراً و باطناً۔



**تیرھویں نصیحت** :۔ گھر کے معاملات کے بارے میں آپس میں صلاح مشورہ کرنا فرصت کے لمحات میں گھر کے افراد جمع ہو کر گھر سے متعلق جو بھی مسائل ہوں اقتصادی ہوں یا کسی بھی نوعیت کے ہوں ان پر غور و خوض کر لینا چاہیئے اور ہر ایک کا مشورہ خوب غور سے سن لینا چاہیئے اس میں شک نہیں ہے کہ گھر کے مسائل کے بارے میں گھر کا بڑا ہی مسئول اور ذمہ دار ہوتا ہے لیکن صلاح و مشورہ سے ایک تو ہر ایک کے اندر خود اعتمادی پیدا ہوگی اور انکی تربیت بھی ہوگی اور ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایسا مفید مشورہ دیدے جس کی طرف گھر کے سربراہ کا دھیان ہی نہ ہو، مثلاً حج یا عمرے کا سفر در پیش ہو، یا کسی رشتہ دار کے ہاں جانے کا مسئلہ ہو، یا شادی بیاہ کا مسئلہ ہو، یا ولیمہ یا عقیقہ کرنا ہو، یا ایک گھر سے کسی دوسرے گھر میں منتقل ہونے کا مسئلہ ہو، یا خیر خیرات و صدقات دینے کا مسئلہ ہو تو ان؛ میں تمام اہل خانہ کی رائے لینا اور باہمی طور پر مشورہ کرنا فائدے سے خالی نہ ہوگا۔ ارشاد ربانی ہے "وأمر هم شورى بينهم" (سورۃ الشوری ۔۳۸) س کے علاوہ کچھ صورتیں ایسی بھی آتی ہیں کہ ان میں انفرادی طور پر رائے معلوم کرنا اور ہدایت دینا ہوتا ہے مثلاً اولاد میں سے کسی بالغ لڑکے کے کچھ مسائل ہوں تو والد تنہائی میں اس کی مشکلات معلوم کر کے اس کے حل کیلئے کوشش کرے یا بیٹی بالغہ ہے اور اس کو بلوغ کے احکام معلوم نہیں تو ماں اس کو تنہائی میں بلوغ سے متعلق احکام بتلا دے اور اس عمر میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کے حل کرنے میں اس کی رہنمائی کرے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ بیٹے یا بیٹی کو یوں بتائے کہ جب میں اس عمر میں تھا تو یہ عوارض پیش آئے تھے

اور ساتھ ہی اس کا حل بھی بتادے تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ وہ غلط قسم کے دوستوں اور سہیلیوں سے اس بارے میں استفسارات سے بچ جائینگے۔

**چودھویں نصیحت** : میاں بیوی گھر کے اختلافات کو لولاد کے سامنے ظاہر نہ کریں۔

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ایک گھر میں کچھ افراد ہوں اور ان میں کسی نہ کسی بات میں اختلاف رائے نہ ہو اس بارے میں صلح جوئی سے کام لینا چاہیئے۔ قرآن کریم نے "و الصلح خیر" (سورۃ النساء آیت ۱۲۸) کہہ کر صلح کی ترغیب دی ہے اختلافات تو ہوتے ہی رہتے ہیں لیکن سب سے نقصان دہ اور گھر کو ہلا کر رکھنے والی چیز یہ ہے کہ ان اختلافات کو بچوں کے سامنے ذکر کیا جائے کیونکہ اس طرح سے ان میں بھی دو گروہ بن جائیں گے اور گھر کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائیگا۔ اس گھر کی کیا حالت ہوگی جس میں والد اولاد سے کہے کہ اپنی ماں سے نہ بولنا، اور والدہ کہے کہ اپنے والد سے نہ بولنا۔ اور اس طرح پورے گھر والوں کی زندگی اجیرن بن جائیگی۔ لھذا یا تو اختلاف ہونا ہی نہیں چاہیئے اور اگر ہو جائے تو باہمی افہام و تفہیم سے اس کو ختم کرنا چاہیئے ورنہ پھر اولاد کے سامنے اس کو بالکل ظاہر نہ کیا جائے۔

**پندرھویں نصیحت** :- گھر میں غیر دیندار لوگوں کے داخلے پر پابندی لگانا

اس کی حتی الوسع کوشش کی جائے کہ جو لوگ دین اور اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ نہ ہوں وہ گھر میں داخل نہ ہوں۔ کیونکہ بے دین اور بد اخلاق لوگوں کی صحبت کا اثر نہایت بُرا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں برے آدمی کی صحبت کو لوہار کی بھٹی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لوہار کی بھٹی پر بیٹھنے سے یا تو کوئی چنگاری اڑ کر کپڑوں کو جلا دیگی اور اگر یہ نہ ہو، تو دھواں تو کہیں گیا نہیں بُرے



آدمی کے ساتھ بیٹھنے والا یا تو براہ راست اس کے مغلظات کی لپیٹ میں آجائیگا ورنہ سن تو ضرور ہی لیگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا "ومثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر" (ابو داؤد ۲/ ۳۰۸) یعنی برے آدمی کے ساتھ بیٹھنا ایسا ہے جیسے بھٹی والے کے ساتھ بیٹھنا اور بخاری کی روایت میں ہے "وکیر الحداد یحرق بیتک أو ثوبک أو تجد منه ریحاً خبیثاً" (فتح الباری ۴۔ ۳۲۳) یعنی لوہار کی بھٹی یا تو آپکے گھر کو جلا دیگی یا آپکے کپڑوں کو جلا دیگی اور اگر یہ نہ ہوا تو بدبو تو آئیگی۔ اسی طرح برے آدمی کا جب گھر میں آنا جانا ہو تو وہ فساد کی آگ سے اس گھر کو پھونک دیگا۔ خود بھی فساد کریگا اور دوسرے اہل خانہ کو بھی فساد پر آمادہ کریگا۔ کتنے ایسے گھر ہیں جن میں ایسے لوگوں کی آمد و رفت کی وجہ سے گھر والوں میں دشمنی اور عداوت پیدا ہو گئی اور میاں بیوی کے درمیان طلاق اور جدائی تک نوبت پہنچ گئی۔ برا آدمی عورت کو شوہر کی نظروں سے اور شوہر کو عورت کی نظروں سے گرا دیتا ہے۔ باپ کو بیٹے کا اور بیٹے کو باپ کا دشمن بنا دیتا ہے۔ گھروں میں سحر جادو اور چوری کے واقعات اکثر و بیشتر اس قسم کے لوگوں کے گھروں میں آنے جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس شخص سے بڑھکر کوئی ملعون نہیں جس پر گھر والے اعتماد کریں اور یہ ان کی بنیادوں کو ہلا کر رکھدے، لھذا اس قسم کے لوگ بغیر اجازت کے ہرگز گھر میں داخل نہ ہوں۔ چاہے رشتہ دار ہوں یا پڑوسی، مرد ہو یا عورت، یا دوستی کا دم بھرنے والا ہو۔ اس بارے میں چشم پوشی اور تسامح سے کام نہیں لینا چاہیئے کیونکہ یہی چشم پوشی آگے جا کر عظیم فساد کا سبب بن جاتا ہے عورت کا اپنے شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ وہ گھر میں دین اور اخلاق کے اعتبار سے ناپسندیدہ لوگوں کو گھر

نہ لائے اسی طرح شوہر کا بھی بیوی پر یہ حق ہے کہ وہ اس قسم کے لوگوں کو گھر میں آنے نہ دے ترمذی میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا "فاما حقكم على نسائكم فلا يوطئن فرشكم من تكرهون ولا يأذن في بيوتكم عمن تكرهون" (۲۲۰/۱) یعنی عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ آپکے بستر پر کسی ایسے شخص کو بیٹھنے بھی نہ دے جسکو تم ناپسند کرتے ہو اور ایسے شخص کو گھر میں آنے کی بھی اجازت نہ دے جس کو تم ناپسند کرتے ہو اس لئے عورت بھی اس کا خیال رکھے اور مرد بھی اس کا خیال رکھے اور اس میں کسی رشتہ دار یا پڑوسی کی ناراضگی کی قطعاً پرواہ نہ کرے۔

تنبیہ ا۔ جہاں تک ہو سکے فارغ اوقات گھر پر ہی گذارے کیونکہ جب گھر کا بڑا خود گھر میں موجود ہو گا تو گھر کی ضروریات اور بچوں کی تربیت کا خیال رکھ سکے گا بعض لوگ شاید یہ سمجھتے ہونگے کہ اصل یہ ہے کہ گھر سے نکلا جائے اور جب جانے کیلئے کوئی جگہ نہ ملے، تو گھر آجائے حالانکہ یہ بالکل غلط بات ہے اصل یہ ہے کہ انسان اپنے گھر پر ہی رہے اور بغیر ضرورت کے باہر نہ جائے ہاں اگر ضرورت ہو مثلاً نماز کیلئے یا تجارت اور کسب معاش کیلئے یا بازار سے سودا سلف لینے کیلئے جانا پڑے تو جائے لیکن فارغ ہو کر گھر لوٹے اور اپنے فرصت کے اوقات اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ گذارے۔

## سولھویں نصیحت: گھر کے حالات کے بارے میں چھان بین کرنا۔

اس بات کا پتہ لگالینا چاہیئے کہ آپکی اولاد کے دوست اور احباب کس قسم کے لوگ ہیں انکے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر لینی چاہیئیں۔ اور یہ بھی کہ



آپکی اولاد ان کے ساتھ گھر سے باہر کہاں کہاں جاتی ہے؟ تاکہ اگر غلط قسم کے دوست ہوں، یا نامناسب جگہوں پر آتے جاتے ہوں، تو انکو بروقت متنبہ کر سکے۔ اسی طرح انکے سامان کا بھی معائنہ کرنا چاہیئے اور بستر اور تکیہ کے نیچے وقتاً فوقتاً دیکھنا چاہیئے کہ کہیں غلط قسم کی چیزیں تو نہیں رکھتے بعض مرتبہ والدین کو پتہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کی اولاد کے سامان میں مثلاً ننگی تصویریں ہیں یا فلمی کیسٹ یا گانے ہیں۔ یا منشیات کے قبیل میں سے کوئی چیز ہے اگر بروقت اس کا تدارک نہ ہو تو آگے چل کر بڑا مسئلہ بن جاتا ہے بعض والدین اتنی غفلت برتتے ہیں کہ انکو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اسکی بیٹی خادمہ کے ساتھ بازار جاتی ہے خادمہ سے کہتی ہے کہ آپ ڈرائیور کے ساتھ انتظار کریں میں ابھی آئی اور پھر حسب وعدہ یا تو کسی بد معاش کے پاس چلی جاتی ہے یا غلط قسم کی سہیلیوں کے پاس پہنچ جاتی ہے لھذا اس بارے میں اپنی اولاد پر کڑی نظر رکھنی چاہیئے اور چپکے سے انکی نگرانی کرنی چاہیئے یہ والدین کی ذمہ داری ہے اور اس بارے میں ذرا سی غفلت بہت بڑی مصیبت کا سبب بن سکتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا " ان اللہ سائل كل راع عما استرعاه أحفظ أم ضيعه حتى يسأل الرجل عن أهل بيته" (رواه النسائی باب عشرة النساء) یعنی اللہ تعالیٰ ہر اس شخص سے پوچھے گا جس کے ذمہ کسی کی نگرانی لگائی ہے کہ اس نے اس کی حفاظت کی، یا اس کو ضائع کر دیا یہاں تک کہ گھر کے سربراہ سے اس کے گھر والوں کے بارے میں پوچھے گا اس لئے اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے اس نگرانی کے بارے میں چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۱۔ نگرانی کھل کر نہ ہو، بلکہ خفیہ طریقے سے ہو۔

۲۔ صرف ڈرانے کی خاطر نہ ہو۔ بلکہ اصلاح کی غرض سے ہو۔

۳۔ اولاد کو یہ محسوس نہ ہونے دے کہ والد کو ہم پر اعتماد نہیں ہے۔

۴۔ نصیحت اور سزا دینے میں بچوں کی عمر کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ اور غلطیوں میں فرق کا بھی، ایسا نہ ہو کہ چھوٹے اور بڑے کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے یا چھوٹے کو بھی وہی سزا دے جو بڑے کو دیتا ہے۔

۵۔ بچوں کے ساتھ بہت گہرائی میں نہیں جانا چاہیئے۔

۶۔ ایسا نہ کرے کہ بچوں کی غلطیوں کا ریکارڈ رکھے اور جب بچے سے مزید کوئی غلطی ہو جائے تو پھر از سر نو اس کے سامنے ساری غلطیاں دہرائی جائیں بلکہ جب غلطی ہو جائے اس پر تنبیہ کرے گزشتہ غلطیاں اس کے سامنے نہ گنوائے کہ فلاں موقعہ پر یہ کیا تھا اور فلاں موقعہ پر یہ کیا تھا، اس لئے کہ ہمیں بچوں کی غلطیوں کا ریکارڈ نہیں بنانا۔ بلکہ ان کی تربیت کرنی مقصود ہے۔

بعض لوگوں کے بارے میں یہ بھی سنا گیا ہے کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ بچے کو کھل کر ہر جگہ آنے جانے کی مکمل اجازت ہونی چاہیئے تاکہ لوگوں کے طور و طریق سیکھے اور جب تک گناہ کا ارتکاب نہ کرے گناہ کیسے پہچانے گا؟ یہ بالکل غیر اسلامی سوچ ہے اسلام تو گناہ کے اسباب بھی اختیار کرنے سے منع کرتا ہے چہ جائیکہ گناہ کے ارتکاب کی اجازت دے۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بھائی ابھی بچے ہیں جو کرنا چاہیں کرنے دو، کچھ تو جوانی کے مزے اڑائیں۔ لیکن ان والدین کو شاید اس بات کا خوف نہیں ہے کہ



کل قیامت کے دن یہی بچے انکے گریبان پکڑینگے اور انکے خلاف استغاثہ کرینگے کہ انہوں نے ہمیں کچھ بھی نہیں سکھایا اس لیئے اس بارے میں اپنی مسئولیت کا خیال رکھنا چاہیئے۔

## ستر ھویں نصیحت :۔ گھر میں بچوں کی ذہن سازی کرنا۔

(۱) بچے چونکہ خالی الذھن ہوتے ہیں بچپن میں انکے ذھن میں جو کچھ پڑ گیا وہ مرتے دم تک باقی رہتا ہے حدیث شریف ہے "كل مولود يولد على الفطرة فابواه يهودانه او ينصرانه أو يمجسانه أو كمال قال عليه السلام" (بخاری شریف ۱/ ۱۸۵) اس لئے اس وقت سے ہی بچوں کا ذہن اسلامی بنانا چاہیئے کبھی انکے سامنے کلمہ پڑھے، تاکہ بچے اس کو یاد کرلیں۔ اور ابتداء میں کبھی انکے سامنے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھے۔ اور ان سے کہے کہ جس نے یہ سورت یاد کرلی اس کو اتنا انعام دونگا۔ اس طرح کرنے سے بچوں میں قرآن کریم کے حفظ کرنے کی طرف رغبت پیدا ہو جائیگی۔ اسلامی عقیدوں کا انکے سامنے تذکرہ کرنا چاہیئے کھانے پینے، گھر میں داخل ہونے اور نکلنے اور سواری کے وقت کی دعائیں یاد کرانی چاہئیں، بچے چونکہ قصے کہانیاں سننے کے بہت شوقین ہوتے ہیں اسلیئے انکے سامنے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سچے اور مستند واقعات سنانے چاہئیں صحابہ کرام کی بھادری کے کارنامے سنانے چاہئیں تاکہ انکے دل مضبوط ہوں۔ اور ان میں بزدلی کی بجائے شجاعت پیدا ہو۔ بعض لوگ بچوں کا دل بہلانے کیلیئے بھوت پریوں اور جنات کے جھوٹے اور من گھڑت قصے سناتے ہیں جس سے بچوں میں بزدلی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ اچھی

بات نہیں ہے۔

(۲) بچوں کو ہر کسی کے ساتھ باہر کھیلنے نہیں دینا چاہیے اور اگر ہو سکے تو گھر میں اس کیلئے بندوبست کرے تاکہ انکی نظروں کے سامنے ہوں۔

(۳) بچوں کے کھیل کود کے سامان پر بھی نظر رکھنی چاہئیں کہ کہیں ان میں تاش، شطرنج اور دوسرے جوئے کا سامان تو نہیں ہے اگر ہو تو اس کے نقصانات ان پر واضح کرے اور انکے رکھنے سے منع کرے۔ وڈیو گیم، ٹی وی اور اس طرح کی دوسری مخرب اخلاق چیزوں کو دیکھنے سے منع کرے۔

(۴) لڑکوں اور لڑکیوں کو ایک ساتھ ایک چارپائی اور ایک بستر پر نہیں سلانا چاہیئے جب پانچ چھ سال کے ہو جائیں۔ تو انکے بستروں کو الگ کرنا چاہیئے۔ اس کا خاص اہتمام کرنا چاہیئے۔

(۵) بچوں کے ساتھ شفقت اور کبھی کبھی ہنسی مذاق بھی کرنا چاہیئے البتہ ہنسی مذاق شریعت کے دائرے میں ہونی چاہیئے حضور ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ بچوں کے ساتھ خوش طبعی فرماتے تھے۔ ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور نرمی فرماتے تھے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے "کان رسول اللہ ﷺ یدلع لسانه للحسن بن علی فیری الصبی حمرة لسانه فیبهش له" (رواہ ابو الشیخ فی اخلاق النبی ﷺ)

حضور ﷺ حضرت حسنؓ کیلئے اپنی زبان باہر نکالتے بچہ جب زبان کی سرخی دیکھتا، تو اس کی طرف لپکتا ایک اور روایت میں ہے عن یعلی بن مرة قال خرجنا مع النبی ﷺ ودعینا الی طعام فاذا حسین یلعب فی الطریق



فأسرع النبی ﷺ أمام القوم ثم بسط یدیه فجعل الغلام یفر هاهنا وهاهنا ویضاحکه النبی ﷺ حتی أخذه فجعل احدی یدیه تحت ذقنه والأ خری فی فأ س رأسه فقبله (رواه البخاری فی الادب المفرد حدیث ۳٦٤.)

حضرت یعلی بن مرةؓ سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ باہر نکلے ہمیں کھانے پر مدعو کیا گیا تھا دیکھا تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں کھیل رہے تھے تو حضور ﷺ لوگوں سے تیزی سے آگے بڑھے اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے تو بچہ ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ اور حضرت ﷺ ان سے دل لگی کرنے لگے، یہاں تک کہ بچے کو پکڑا ایک ہاتھ اس کی ٹھوڑی کے نیچے کیا اور دوسرا ہاتھ سر پر رکھا، اور چوم لیا۔

بچوں کے ساتھ حضور ﷺ کے اس طرز عمل میں ہمارے لئے بہت بڑا سبق ہے۔ کبھی کبھار بچوں کی دلجوئی اور دل بہلانے کیلئے ان کے ساتھ چھوٹا بھی بننا چاہیئے۔

**اٹھارویں نصیحت :۔ آرام وراحت اور دوسرے کاموں کیلئے ٹائم ٹیبل بنانا۔**

کھانا کھانے اور نیند کیلئے ایک وقت مقرر ہونا چاہیئے بعض گھروں پر ہوٹلوں کا گمان ہوتا ہے جس طرح ہوٹلوں میں جب دیکھو کوئی نہ کوئی کھانا کھانے میں مصروف ہوتا ہے اس طرح بعض گھروں میں بھی ہوتا ہے کہ جب اور جس وقت کوئی آیا کھانا کھایا اور جب چاہا سو لیا اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ گھر کے تمام افراد ایک ساتھ ایک دستر خوان پر کھانا کھانے کیلئے جمع ہوں۔ اس میں وقت بھی ضائع ہوتا ہے۔ اور آپس میں پیار وانس بھی نہیں رہتا،

گویا ایک دوسرے کو جانتے بھی نہیں۔ گھر کے سربراہ پر لازم ہے کہ وہ کھانا کھانے اور سونے کا ایک وقت مقرر کردے، کہ فلاں وقت کھانا کھایا جائیگا۔ سب کو اس وقت حاضر ہونا چاہیئے۔ اور فلاں وقت سونے کا ہے۔ اسوقت سب کو اپنے اپنے کمروں میں موجود رہنا چاہیئے۔ اگر کوئی کھانے کے وقت یا سونے کے وقت غیر حاضر ہو تو اس سے باز پرس کرے۔ اور اگر کوئی باہر نکلنا چاہے تو بغیر اجازت کے باہر نہ نکلے جو چھوٹے ہوں یا نا سمجھ ہوں انکے بارے میں تو بہت ہی احتیاط کرے۔

## انیسویں نصیحت :۔ عورت کے باہر جانے کے اوقات مقرر کرنا

جب اللہ پاک نے عورتوں پر گھر کی چار دیواری میں رہنا "وقرن فی بیوتکن" (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳) کے ذریعے لازم فرمایا تو انکا نان نفقہ بھی والد اور شوہر پر لازم کیا اس لئے اصل تو یہ ہے کہ عورتیں گھر سے باہر کام کاج نہ کریں سوائے حالت مجبوری کے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کو دیکھا کہ وہ اپنی بکریوں کو پانی پینے سے روک رہی ہیں۔ جبکہ دوسرے لوگ مویشیوں کو پانی پلا رہے ہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے اس کی وجہ پوچھی "ما خطبکما قالتا لانسقی حتی بصدر الرعاء وأبونا شیخ کبیر" (سورۃ القصص آیت ۲۳) یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھ کہ ایسا کیوں کرتی ہو تو انہوں نے کہا کہ جب تک دوسرے لوگ اپنے مویشیوں کو پانی پلا کر واپس نہ ہو جائیں ہم اس وقت تک اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلاتیں اور خود گھر سے نکلنے اور بکریوں کو پانی پلانے کیلئے



عذر پیش کیا، کہ ہمارے والد صاحب بوڑھے ہیں وہ ایسا نہیں کرسکتے۔ یہاں یہ دونوں صاحبزادیاں مجبوری کی بناء پر گھر سے نکلی تھیں کیونکہ والد ضعیف ہیں اور گھر میں کوئی اور مرد ہے نہیں۔ اس لئے خود پانی پلانے کیلئے نکلیں اور جیسے موقعہ ملا گھر کے باہر کے کام سے جان چھڑانے کے لیئے اپنے والد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نوکر رکھنے کی سفارش کی "قالت احداھما یا أبت استأجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین" (سورۃ القصص آیت ۲۶) ابا جان اس کو نوکر رکھیں، کیونکہ یہ طاقتور بھی ہیں اور امانت دار بھی ہیں۔ اسلام نے عورت کو گھر کی ملکہ بنادیا ہے۔ اور اس کا سارا خرچہ اس کے والد اور اگر شادی شدہ ہے تو شوہر کے ذمہ لگادیا۔ اسلام نے سوائے بحالت مجبوری کے کہ کوئی کما کر دینے والا نہ ہو عورت کو گھر سے باہر کام کرنے کی اجازت نہیں دی۔ یہ وبا دونوں عظیم جنگوں کے بعد سے پھیلی، جب ان جنگوں میں یہود و نصاریٰ کے اکثر مرد کام آئے اور گھر کی کفالت کیلئے کوئی نہ رہا تو مجبوراً انہوں نے عورت کو کسب معاش کے دھندے میں جھونک دیا اور عورتوں کو فیکٹریوں اور کارخانوں اور ہوٹلوں میں کام کرنے اور پیسہ کمانے پر لگادیا۔ یہ عورت کی مجبوری تھی، ترقی اور آزادی نہیں تھی۔ بعض مغرب زدہ حضرات جب مغرب کی یہ حالت دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ شاید یہ شاہراہ ترقی ہے جس پر چل کر ہم بھی ترقی کے مدارج اعلیٰ پر پہنچ سکتے ہیں اور مغرب کی اندھی تقلید میں گرفتار ہوکر عورتوں کی آزادی اور حقوق نسواں کے بظاہر خوشنما نعرے بلند کرنا شروع کرتے ہیں۔ گویا کہ اسلام نے عورتوں کو قیدی بنایا ہو، اور انکے حقوق غصب کیئے ہوں، حاشا و کلا۔ جس چیز میں

عورتوں کی حیا اور عصمت و پاکدامنی ہے اس کو یہ لوگ عورت کی غلامی سمجھنے لگے۔ اور جس میں عورتوں کی بے عزتی ہے اس کو عورت کی آزادی سمجھتے ہیں ۔اسکی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص کا بیماری کی وجہ سے بدن پر ورم آگیا ہو اور سوج گیا ہو اور کوئی دبلا پتلا آدمی یہ تمنا کرے کہ کاش میں بھی ایسا موٹا تازہ ہو جاؤں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر عورتوں کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہ ملے تو جاہل رہ جائیگی۔ لیکن انکا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اسلام نے ضرورت کے تحت نکلنے کی اجازت دی ہے۔ اگر عورت مردوں کے ساتھ اختلاط کے بغیر تعلیم حاصل کر سکتی ہے جیسا کہ آج کل تقریباً ہر چھوٹے بڑے شہر میں مدرسہ البنات کے نام سے عورتوں کیلئے الگ مدارس قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں استانیاں پڑھاتی ہیں۔ اور مرد اساتذہ پردہ کے پیچھے سے پڑھاتے ہیں تو اسلام تو اس کی ترغیب دیتا ہے منع نہیں کرتا۔ بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اگر عورتیں نوکری نہ کریں تو انکی ڈگریاں ضائع ہو جائینگی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر عورت کمانے کیلئے مجبور ہے اور کوئی کما کر دینے والا نہیں ہے تو شرعی پردہ کا خیال رکھتے ہوئے عورت نوکری کر سکتی ہے اور اگر ضرورت نہیں والد یا شوہر کمانے کیلئے موجود ہیں تو پھر عورت کی نوکری کی کیا ضرورت باقی رہتی ہے ؟

الغرض اسلام بھی عورتوں کو باہر جانے کی اجازت دیتا ہے اور مغرب بھی، فرق صرف یہ ہے کہ اسلام ضرورت اور مجبوری کے وقت اجازت دیتا ہے اس لئے کہ عورت کیلئے اصل "وقرن فی بیوتکن "(سورۃ الاحزاب آیت ۳۳) ہے۔ اور مغرب ضرورت ہو یا نہ ہو ہر حالت میں اجازت دیتا ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اسلام



کی اجازت میں عورت کا کتنا خیال رکھا گیا ہے اور مغرب کی اجازت میں کتنا ؟۔

## عورت کے بلا ضرورت باہر نکلنے کے نقصانات۔

۱۔ غیر محرم مردوں کے ساتھ ملنا جلنا، تنہائی میں بیٹھنا ان سے متعارف ہونا اور ان سے پردہ نہ کرنا جو کہ شرعاً ممنوع ہیں۔ اور بعض مرتبہ یہ ملنا جلنا شیریں و فرہاد کے داستان کو دہرانے لگتا ہے۔

۲۔ عورت نہ شوہر کے حقوق کما حقہ ادا کر سکتی ہے اور نہ بچوں کی صحیح نگہداشت کر سکتی ہے جو کہ ہماری اس کتاب کا موضوع ہی ہے کیونکہ جب عورت کم از کم آٹھ گھنٹے نوکری پر ہو، تو پیچھے گھر اور بچوں کی دیکھ بھال کیسے کر سکے گی ؟

۳۔ بعض مرتبہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ عورت کی تنخواہ شوہر سے زیادہ ہو۔ اب عورت یہ خیال کرے گی کہ میں تو اس سے زیادہ کما کر لاتی ہوں یہ میرے ٹکڑوں پر پل رہا ہے تو ایسی صورت میں عورت کے دل میں شوہر کا کیا احترام رہیگا ؟ کیا اس کا وقار خاک میں نہیں ملا ؟۔

الغرض عورت کے بلا ضرورت نکلنے اور نوکری کرنے میں بہت سارے مفاسد ہیں جن کو ہم چند ٹکوں کے حصول کیلئے برداشت کرتے ہیں اور اس طرح خود اپنی عزت داؤ پر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالی ہماری حالت پر رحم فرمائے۔

## بیسویں نصیحت :۔ گھر کے راز اور بھیدوں کی حفاظت کرنا۔

اس کی کئی صورتیں ہیں۔ ہم ترتیب وار اس کو بیان کرتے ہیں۔

(۱) بیوی سے ہمبستری کی باتیں اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھ کر بیان کرنا۔ جو کہ نہ صرف نہایت قبیح ہے۔ بلکہ غیرت کے بھی خلاف ہے حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا" ان من اشر الناس عند الله منزلة يوم القيامة الرجل يفضي الى امرأته وتفضي اليه ثم ينشر سرها رواه مسلم" (۱/۴۶۴) یعنی قیامت کے دن اللہ تعالی کے نزدیک سب سے برا آدمی وہ ہے کہ جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے یعنی ہمبستری کرتا ہے اور عورت اس کے پاس آتی ہے پھر یہ ان باتوں کو لیکر لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہے۔ اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستری کی باتوں کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی حرمت پر مسند احمد کی یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے" عن أسماء بنت يزيد أنها كانت عند رسول الله ﷺ والرجال واالنساء قعود، فقال لعل رجلا يقول ما يفعل بأهله، ولعل امرأة تخبر بما فعلت مع زوجها فأرم القوم فقلت اى والله، يارسول الله انهن ليفعلن وإنهم ليفعلون قال فلا تفعلوا، فانما ذلك مثل الشيطان لقى شيطانة فى طريق فغشيها والناس ينظرون"۔ (مسند احمد ۶۔ ۴۵۷)

اسماء بنت یزیدؓ کہتی ہیں کہ میں حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھی ہوئی تھی۔ دوسری عورتیں اور مرد بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ہو سکتا ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی سے جو کچھ کرتا ہو وہ بیان کرتا ہو، اور ہو سکتا ہے کہ کوئی عورت اسکو بیان کرے جو کچھ شوہر نے اس کے ساتھ کیا ہو۔ لوگ خاموش ہوئے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول خدا کی قسم عورتیں بھی ایسا کرتی ہیں اور مرد بھی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کرو۔ یہ تو ایسا ہوا جیسے کوئی شیطان



مرد شیطان عورت سے سرراہ ہمبستری کرے۔ اور لوگ اس کو دیکھ رہے ہوں۔

ابو داود کی روایت میں کچھ زیادہ تفصیل ہے" هل منكم الرجل اذا أتى أهله فأغلق عليه بابه والقى عليه سترة واستتر بستر الله قالو انعم، قال ثم يجلس بعد ذلک فيقول فعلت كذا فعلت كذا فسكتوا، ثم أقبل على النساء فقال هل منكن من تحدث؟ فسكتن فجثت فتاة كعاب على احدى ركبيتيها وتطا ولت لرسول الله ﷺ ليراها ويسمع كلامها فقالت انهم ليحد ثون وانهن ليحد ثن، فقال هل ترون مامثل ذلک؟ انما مثل ذلک شيطانة لقيت شيطانا فى السكة فقضى حاجته و الناس ينظرون اليه" (سنن ابی داود ۱/ ۲۹۵، ۲۔ ۶۲۷)

یعنی حضور ﷺ نے پوچھا! کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنی بیوی کے پاس آئے، دروازہ بند کرلے اور پردہ گرائے اور اللہ تعالی کے پردے میں چھپ جائے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کیا پھر یہ آدمی کسی مجلس میں بیٹھ کر یہ کہتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے یہ کیا اور یہ کیا۔ اس پر لوگ خاموش رہے۔ اسکے بعد عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، کیا تم میں سے ایسی کوئی ہے، جو ایسی باتیں بیان کرتی ہو؟ اس پر عورتیں خاموش رہیں اتنے میں ایک نوجوان لڑکی اپنے ایک گھٹنے کے بل اوپر ہونے لگی، تاکہ حضور ﷺ اس کو دیکھ سکیں اور اس کی بات سن سکیں۔ اس نوجوان لڑکی نے کہا اے اللہ کے رسول، خدا کی قسم یہ مرد بھی ایسا کرتے ہیں اور یہ عورتیں بھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا جانتے ہو اسکی مثال کیا ہے؟ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شیطان عورت شیطان مرد سے گلی کوچے میں ملے شیطان اس سے حاجت پوری کررہا ہو اور لوگ اسکو دیکھ رہے

ہوں۔ گویا ہمبستری کے واقعات لوگوں کے سامنے بیان کرنا اور اس پوشیدہ راز کو لوگوں پر ظاہر کرنا ایسا ہے جیسے لوگوں کے سامنے علی الاعلان آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری کر رہا ہو اور کوئی بھی باغیرت مرد اور باغیرت عورت اس کو پسند نہیں کرتا اسلئے ان باتوں کا تذکرہ لوگوں کے سامنے نہ شوہر کیلئے جائز ہے اور نہ بیوی کیلئے۔

۳۔ میاں بیوی میں آپس میں اختلافات ہوتے رہتے ہیں لیکن ان گھریلو اختلافات کو دوسرے لوگوں کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیئے بسا اوقات ان اختلافات میں مزید پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور لگائی بجھائی مزاج والے لوگ ان اختلافات کو اور زیادہ ہوا دیتے ہیں ہاں جب ان اختلافات کو حل کرنے میں خود ناکام ہو جائیں تو پھر کچھ دیندار لوگوں کے سامنے ان اختلافات کو حل کرنے کی غرض سے بیان کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ایک دیندار آدمی شوہر کے خاندان سے اور ایک بیوی کے خاندان سے لیا جائے۔ اور انکے سامنے حقیقت حال واضح کی جائے اور وہ اسکے حل کیلئے کوشش کریں۔ ارشاد ربانی ہے "فابعثوا حكما من اهله و حكما من أهلها ان يريدا اصلاحا يوفق الله بينهما" (سورہ نساء۔ آیت ۳۵)

یعنی اختلاف اور ناچاقی کی صورت میں ایک ثالث مرد کے خاندان سے اور ایک عورت کے خاندان سے لیا جائے اگر ان دونوں کی نیت میاں بیوی کے درمیان صلح کی ہو، تو اللہ تعالیٰ انکو اس کی توفیق عطا فرمادیگا۔

۴۔ میاں بیوی دونوں میں سے کوئی بھی ایسی کوئی بات کسی کو نہ بتائے جس سے دوسرے کو تکلیف پہنچتی ہو حدیث شریف میں ہے "لا ضرر ولا ضرار"، (مسند احمد



۱۔ ۳۱۳) یعنی نہ ضرر دو، اور نہ ضرر اٹھاؤ، قرآن کریم نے اس بارے میں دو عورتوں کی مثال دی ہے۔ "ضرب الله مثلا للذين كفروا امراة نوح و امرأة لوط كانتا تحت عبدين من عبادنا صالحين فخانتاهما" (سورۃ تحریم آیت ۱۰) حافظ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی انکی جاسوسی کرتی تھی، جب ان پر کوئی شخص ایمان لاتا یہ عورت فوراً کافر سرداروں کو اس کے بارے میں بتادیتی تھی۔ اور وہ ظالم اس نو مسلم کو مسلمان نہیں رہنے دیتے تھے۔ اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کی عادت یہ تھی کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کے ہاں کوئی مہمان آتا تو یہ اپنی قوم کے بد معاشوں کو مطلع کردیتی تھی تاکہ وہ آکر ان مہمانوں کے ساتھ بد معاشی کریں۔

## اکیسویں نصیحت :۔ گھر میں نرم اخلاق کو پھیلانا۔

بعض لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ بیوی سے کبھی بھی خندہ پیشانی سے پیش نہیں آنا چاہیئے۔ اور نہ نرم اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیئے تاکہ اس طرح عورت کے اوپر رعب اور دبدبہ باقی رہے حالانکہ ایسا کرنا نہ صرف گھر کے ماحول کیلئے مضر ہے بلکہ شرعاً ممنوع بھی ہے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے قالت قال رسول اللہ ﷺ اذا اراد الله عزوجل بأهل البيت خيرا أدخل عليهم الرفق (مسند احمد ۶۔ ۱۷) یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں کو خیر اور بھلائی پہنچانا چاہے تو ان میں نرمی ڈالدیتا ہے اور ایک روایت میں ہے "ان الله اذا أحب أهل بيت أدخل عليهم الرفق" رواہ ابن ابی الدنیا یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی گھر والوں کو پسند فرماتا ہے۔ تو ان میں نرمی ڈال دیتا ہے یعنی آپس میں ایک دوسرے کے

ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے لگتے ہیں گویا نرم اخلاق اللہ تعالی کی محبت کی علامت ہے۔ اور سخت مزاجی اس کی الٹ ہے۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ میاں بیوی کی آپس میں نرم مزاجی گھر والوں کیلئے نیک بختی ہے اس لئے بیوی سے بھی نرم مزاجی سے پیش آنا چاہیئے۔ اور اولاد سے بھی ایک اور حدیث شریف میں ہے "ان اللہ رفیق یحب الرفق و یعطی علی الرفق مالایعطی علی العنف ومالایعطی علی سواہ" (رواہ مسلم کتاب البر والصلۃ ۲/ ۳۲۲) یعنی اللہ تعالی نرم خوئی کو پسند فرماتے ہیں اور نرم اخلاق پر وہ کچھ دیتے ہیں۔ جو سخت مزاجی پر نہیں دیتے اور نرم مزاجی پر وہ کچھ عطا فرما دیتے ہیں جو نرم مزاجی کے علاوہ کسی اور چیز پر نہیں دیتے۔

## بائیسویں نصیحت :۔ گھر والوں کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹانا

بہت سارے لوگ گھر کے کام میں گھر والوں کا ہاتھ بٹانا معیوب سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ان کا مرتبہ گھٹ جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اپنے کپڑے اور جوتے خود سی لیتے تھے اور جس طرح دوسرے لوگ گھر میں کام کرتے ہیں خود بھی ایسا کرتے تھے مسند احمد میں ہے "فقد کان یخیط ثوبہ و یخصف نعلہ ویعمل مایعمل الرجال فی بیوتھم" (۶۔۱۲۱) جب حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے ؟ تو انہوں نے اپنے مشاہدے کے مطابق جواب دیا "کان بشرا من البشر یفلی ثوبہ ویحلب شاتہ ویخدم نفسہ" (مسند احمد ۶۔۲۵۶) یعنی حضور ﷺ بھی بشر ہی تھے خود اپنے کپڑے صاف فرماتے تھے اپنی بکری کا



دودھ دوہتے تھے اور اپنی خدمت خود کرتے تھے، یعنی اپنا کام خود کرتے تھے۔

حضرت عائشہؓ سے یہ بھی پوچھا گیا کہ حضور ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے ؟ کہا کہ اپنے گھر والوں کی خدمت میں لگے رہتے جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کیلئے باہر تشریف لیجاتے (بخاری مع فتح الباری ۶۔۱۶۲)

لہذا گھر کا کام کرنے کے بارے میں جو نظریہ بعض لوگوں نے قائم کیا ہے کہ اس سے وقار میں فرق آئیگا۔ درست نہیں ہے بلکہ اگر ہم ایسا کریں گے تو اس کے کئی فائدے ہونگے۔

ا۔ حضور ﷺ کی اقتداء کا نصیب ہونا۔

۲۔ اپنے گھر والوں کی معاونت اور امداد کرنا۔

۳۔ اس سے دل میں تواضع اور عاجزی پیدا ہوگی اور تکبر کا خاتمہ ہوگا۔

بعض لوگ تو ایسے بھی ہیں جو بیوی کو فوری طور پر کھانا لانے کیلئے حکم دے رہے ہوتے ہیں حالانکہ ایک طرف عورت نے چولھے پر ہنڈی چڑھائی ہے دوسری طرف شیر خوار بچہ رو رہا ہے یہ صاحب نہ تو بچے کو اٹھاتا ہے اور نہ اتنا صبر کرتا ہے کہ کھانا پک جائے ایسے لوگوں کو مذکورہ بالا احادیث سے عبرت لینی چاہیئے۔

## تئیسویں نصیحت :۔ گھر والوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا۔

بیوی بچوں سے نرمی اور ہنسی مذاق سے گھر کے اندر پیار اور محبت کی فضا پیدا ہوگی۔ اور ایک دوسرے سے گہرا ربط پیدا ہوگا۔ اسی وجہ سے حضور ﷺ نے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کو نصیحت کی، اور باکرہ یعنی دوشیزہ سے شادی کرنے پر ابھارا۔ آپ ﷺ نے حضرت جابرؓ سے فرمایا 'فھلا بکرا تلا عبھا

وتلاعبک (بخاری ۱/۱۹۱ہ، مسلم ۱/۴۷۴)۔ یعنی آپ نے باکرہ عورت سے کیوں شادی نہیں کی، کہ تو اس کو کھیلاتا اور وہ آپکو کھیلاتی۔

آپ ﷺ نے فرمایا "کل شی لیس فیہ ذکر اللہ فھو لھو الأ اربع ملاعبة الرجل مع امرأته......" (مجمع الزوائد ۵/۲۶۹) یعنی ہر وہ کام جس میں اللہ تعالی کا ذکر نہ ہو، وہ لغو اور فضول ہے سوائے چار چیزوں کے، اور ان میں سے ایک اپنی بیوی سے کھیلنا، یعنی اپنی بیوی سے کھیلنا اور ہنسی مذاق کرنا فضول اور لغو نہیں ہے۔

حضور ﷺ اپنی بیوی اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے ساتھ غسل فرماتے اور ان سے دل لگی فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے "کنت أغتسل أنا ورسول اللہ ﷺ من اناء بینی و بینه واحد فیبادرنی حتی أقول دع لی دع لی، قالت وھما جنبان"، مسلم مع شرح النووی ۴-۶)۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں اور حضور ﷺ ایک ساتھ غسل کرتے تھے۔ پانی کا برتن ہمارے درمیان ہوتا تھا۔ وہ مجھ سے پہلے پانی لینے لگتے، تو میں کہتی میرے لئے چھوڑو میرے لئے چھوڑو، اور یہ بھی کہا، کہ ہم دونوں جنابت کی حالت میں ہوتے۔

حضور ﷺ کا بچوں کے ساتھ دل لگی کرنا تو بہت مشہور ہے۔ اور زیادہ تر حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنھما سے دل لگی فرماتے تھے۔ جیسا کہ پہلے گذرا، ہو سکتا ہے کہ یہی وجہ ہو کہ بچے آپ ﷺ کے سفر سے واپسی پر بہت خوش ہوتے تھے، اور ان استقبال کیلئے دوڑتے تھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں



ہے "کان أذا قدم من سفر تلقی بصبیان أھل بیته" (مسلم مشکوۃ ۱/۴۲۹)۔ یعنی حضور ﷺ جب سفر سے واپس ہوتے، تو گھر کے بچوں سے ملتے۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ یہ بھی تھی کہ بچوں کے ساتھ پیار فرماتے اور اپنے ساتھ چمٹاتے۔ جیسا کہ عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "کان النبی ﷺ اذا قدم من سفر تلقی بنا فتلقی بی وبالحسن أو بالحسین، قال فحمل أحدنا بین یدیه والآخر خلفه حتی دخلنا المدینه" (اتحاف السادة المتقین ۲/۲۶۰)

یعنی حضور ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے ہم سے ملتے مجھ سے ملتے اور حضرت حسن سے یا حضرت حسین میں سے ایک کو اپنے سامنے بٹھاتے دوسرے کو اپنے پیچھے، یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں داخل ہو جاتے۔ ذرا اس کا اور ان گھروں کا موازنہ کیجئے۔ جہاں نہ کوئی دل لگی کی بات ہو نہ ہنسی مذاق ہو اور نہ شفقت اور مہربانی ہو۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ بچے کو بوسہ دینے سے باپ کے رعب و بدبے میں کمی آجائیگی تو ان کو چاہیئے کہ وہ یہ حدیث پڑھیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ "قال قبل رسول اللہ ﷺ الحسن بن علی وعنده الأقرع بن حابس التمیمی جالس، فقال الأقرع إن لی عشرة من الولد ما قبلت من هم أحدا فنظر إلیه رسول اللہ ﷺ ثم قال من لا یرحم لا یرحم" (بخاری مع فتح الباری ۱۰-۴۲۶)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو چوما اور اقرع بن حابس ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو اقرع نے کہا کہ میرے تو دس بیٹے ہیں مگر میں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چوما اس پر

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور پھر فرمایا جو کسی اور پر رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں ہوتا۔

## چوبیسویں نصیحت :۔ گھر سے برے اخلاق کا خاتمہ کرنا۔

بدقسمتی سے گھر میں کوئی نہ کوئی ہوتا ہے جو برے اخلاق کا حامل ہو مثلاً جھوٹ بولنا یا غیبت کرنا یا چغلخوری کرنا اس قسم کے برے اخلاق کا خاتمہ ضروری ہے اور اس شخص کو ایسا کرنے سے روکنا چاہیئے۔ تاکہ گھر کے دوسرے افراد ان برے اخلاق سے بچ سکیں۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی غلطیوں کا علاج صرف مار پیٹ ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ اس کا دوسرا راستہ بھی موجود ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

" عن عائشہؓ قالت كان رسول الله ﷺ اذا اطلع على أحد من أهل بيته كذب كذبة لم يزل معرضا عنه حتى يحدث توبة" (مسند احمد ٦۔ ۵۱۲) یعنی جب حضور ﷺ کو گھر کے کسی فرد کے بارے میں پتہ چلتا کہ اس نے جھوٹ بولا ہے، تو آپ ﷺ اس سے اس وقت تک اعراض فرماتے، یعنی بات چیت نہ کرتے جب تک وہ شخص توبہ نہ کرتا اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ ایسے موقعوں پر بائیکاٹ اور بات چیت بند کرنا جسمانی سزا سے زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ گھر کے ذمہ دار افراد کو اس پر غور کرنا چاہیئے۔

## پچیسویں نصیحت :۔ اپنا کوڑا ایسی جگہ لٹکاؤ جسے گھر والے دیکھ سکیں۔

سزا کی طرف اشارہ بھی تربیت کے اسباب میں داخل ہے۔ جب گھر کے افراد کوڑے یا ڈنڈے کو دیکھیں گے تو یہ خوف ہوگا کہ اگر ہم نے غلطی کی تو



سزا ملے گی۔ اسکا بھی اچھا اثر پڑتا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے "علقوا السوط حيث يراه اهل البيت فانه أدب لهم " اخرجه الطبرانی (١٠۔ ٣۴۴) یعنی اپنا کوڑا ایسی جگہ لٹکاؤ جہاں سے گھر والے اسکو دیکھ سکیں، یہ انکے لئے ادب اور تربیت ہے۔ جب کوڑا اور ڈنڈا دیکھیں گے، تو سزا کے خوف سے غلط حرکتیں چھوڑ دینگے اور اچھے اخلاق اپنائینگے، اور یہ اس سے مطلوب و مقصود ہے۔ علامہ ابن الانباریؒ کہتے ہیں "لم يرد الضرب لانه لم يأمر بذلك أحدا وإنما أراد لا ترفع ادبک عنهم" (فیض القدیر للمناوی ۴/ ۳۲۹)

یعنی کوڑا اور عصا لٹکانا مارنے کی غرض سے نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے کسی کو بھی اس کا حکم نہیں دیا، بلکہ مطلب یہ ہے کہ انکی تادیب اور تربیت کرتے رہیں کیونکہ مارنا اصل نہیں ہے اور اس کی ضرورت بھی صرف اس وقت پیش آتی ہے جب تادیب و تربیت کے تمام وسائل سے مقصد حاصل نہ ہو۔ قرآن کریم نے اسی ترتیب کی طرف اشارہ فرمایا ہے "واللاتی تخافون نشوز هن فعظو هن واهجرو هن فی المضاجع واضربو هن "(سورۃ نساء آیت ۳۴) یعنی جن عورتوں کی نافرمانی کا خطرہ ہو، انکو نصیحت کرو اور ان سے ہمبستری چھوڑ دو، اور انکو مارو۔ یہاں مارنا تیسرے درجے پر ذکر فرمایا ہے پہلے نمبر پر وعظ و نصیحت ہے اگر اس سے راہ راست پر آجائے تو ٹھیک ورنہ اس سے ہمبستری چھوڑ دو، اگر اس پر بھی باز نہ آئے، تو انکو مارو۔ یا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے "مروا أولادكم بالصلوة وهم أبناء سبع سنين واضربوهم عليها وهم ابناء عشر (رواہ ابوداؤد ۱/ ۷۷) یعنی جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو انکو نماز پڑھنے کا حکم دو، اور جب

دس سال کے ہو جائیں تو انکو نماز نہ پڑھنے پر مارو، یہاں بھی مارنا دوسرے درجے میں رکھا ہے۔ اور وہ بھی بناء بر ضرورت اس لئے کہ بغیر ضرورت کے مارنا ظلم ہے۔ اور حضور ﷺ نے ایک عورت کو نصیحت فرمائی کہ فلاں کے ساتھ نکاح مت کرو کیونکہ وہ عورتوں کو بہت مارتا ہے لیکن جیسا کہ آج کل مغرب کا یہ نظریہ ہے کہ مارنا مطلقاً منع ہے تو یہ غلط ہے اور ان نصوص شرعیہ کے خلاف ہے۔

چھبیسویں نصیحت :۔ جب شوہر گھر پر موجود نہ ہو تو غیر محرم رشتہ داروں کو گھر آنے سے منع کرنا چاہیئے کیونکہ یہی فساد کی جڑ ہے۔

ستائیسویں نصیحت :۔ خاندان میں کوئی تقریب ہو تو مرد اور عورتوں کو ایک ساتھ نہیں بٹھانا چاہیئے بلکہ مستورات کیلئے مکمل الگ اور باپردہ انتظام کرنا چاہیئے۔

اٹھائیسویں نصیحت :۔ گھر میں خنثی اور ہیجڑوں کی آمد پر مکمل پابندی ہونی چاہیئے۔

انتیسویں نصیحت :ٹیلیفون کے شر سے بچنا چاہیئے کیونکہ آج کل یہ غلط رابطے میں بڑا معاون ثابت ہوتا ہے۔ ٹیلیفون ایسی جگہ ہو جہاں سے کوئی غلط قسم کا فون نہ کر سکے۔

تیسویں نصیحت :۔ گھر میں کفر کی کوئی نشانی نہ رہے مثلاً کفار کے بتوں اور



جھوٹے خداؤں کی تصویریں کیونکہ اس میں کفار کے ساتھ مشابہت آتی ہے۔

اکتیسویں نصیحت :۔ جاندار چیزوں کی تصویریں گھروں میں نہ لگائی جائیں، بعض لوگ دیواروں کو اس قسم کی تصویروں سے سجاتے ہیں حالانکہ یہ گناہ ہے نہ وہاں نماز ہوتی ہے اور نہ وہاں رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔

بتیسویں نصیحت :۔ گھروں میں سگریٹ نوشی پر پابندی ہونی چاہیے کیونکہ ایک تو یہ اسراف ہے دوسرا صحت کیلئے نہایت مضر ہے۔

تینتیسویں نصیحت :۔ گھر میں کتوں کو نہیں پالنا چاہیئے۔ ہاں اگر شکاری ہوں یا چوکیداری اور حفاظت کیلئے ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

چونتیسویں نصیحت :۔ بلا ضرورت گھروں کی زینت پر پیسہ خرچ نہیں کرنا چاہیے ہاں جس چیز کا تعلق مکان کی مضبوطی سے ہو اس سے منع نہیں ہے۔

پینتیسویں نصیحت :۔ گھر کیلئے اچھے محل وقوع کا انتخاب کرنا۔

جہاں لوگ مکان کی وسعت اور کشادگی کا خیال رکھتے ہیں وہاں ایک مسلمان درجہ ذیل باتوں کا بھی خیال رکھتا ہے اور اسکا اہتمام کرتا ہے۔

۱۔ یہ ضروری ہے کہ گھر مسجد کے قریب ہو، اس کا فائدہ یہ ہے کہ اذان سن کر نماز یاد آئیگی اور اگر سویا ہوا ہوگا تو جاگ جائیگا۔ اور جماعت کیساتھ نماز آسانی کیساتھ پڑھ سکے گا۔ عورتوں کیلئے بھی اس میں فائدہ ہے کہ وہ مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے تلاوت اور وعظ و نصیحت گھر میں بیٹھ کر سن سکیں گی۔ اور بچوں کیلئے حفظ و

ناظرہ کیلئے آنے جانے میں سہولت حاصل ہوگی۔

۲۔ کسی ایسی بلڈنگ میں مکان نہ لے جہاں فساق و فجار یا کافر رہتے ہوں۔ کیونکہ برے پڑوس کا اثر بھی برا ہوتا ہے شیخ سعدی نے گلستان میں ایک واقعہ ذکر کیا ہے کہتے ہیں میں نے ایک جگہ مکان خریدنے کا ارادہ کیا تو ایک یہودی نے آکر کہا کہ آپ وہ مکان ضرور خرید لیں اس میں کوئی عیب نہیں۔ اور اس مکان کے اوصاف بیان کرنے لگا۔ میں نے کہا اس گھر کیلئے یہی ایک عیب کافی ہے کہ آپ اسکے پڑوسی ہیں۔

۳۔ گھر ایسی جگہ لے جہاں سے نہ کسی اور کا گھر کھلا نظر آئے اور نہ اسکا گھر۔ ورنہ پردے لٹکا کر اس حالت کو ختم کرے۔

۴۔ اجنبی مہمانوں کیلئے الگ جگہ مہمان خانہ کے طور پر ہو ورنہ پردوں سے کام لیا جائے۔

۵۔ کھڑکیوں پر پردے ہونے چاہئیں تاکہ پڑوسیوں کو گھر کے اندر عورتیں نظر نہ آسکیں۔

۶۔ بیت الخلاء قبلہ رخ نہ ہو۔

۷۔ ممکن ہو تو ایسا گھر لے جو کشادہ ہو اور بہت سی سہولتیں اس میں موجود ہوں اس کی کئی وجوہ ہیں۔

ا۔ حدیث شریف میں ہے "إن الله يحب أن يرى أثر نعمته على عبده" (رواہ الترمذی)

یعنی اللہ تعالی اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھنا پسند فرماتے ہیں قرآن کریم کی



آیت "وأما بنعمة ربک فحدث" کی تفسیر میں بھی مفسرین یہ لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالی نے خوب دیا ہو تو اس کو خرچ بھی کرو البتہ اسراف سے ممانعت ہے۔

ب :۔ حدیث شریف میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا "ثلاثة من السعادة و ثلاثة من الشقاء ، فمن السعادة المرأة الصالحة تراها فتعجبک و تغيب عنها فتأمنها على نفسها وما لک، و الدابة تكون وطيئة فتلحقک بأصحابک والدار تكون واسعة كثيرة المرافق، ومن الشقاء المرأة تراها فتسوؤک وتحمل لسانها عليک وإن غبت عنها لم تأمنها على نفسها ومالک والدابة تكون قطوف فان ضربتها أتعبک وان تركتها لم تلحقک بأصحابک، والدار تكون قليلة المرافق" (رواہ الحاکم ۳۔۲۳۲)۔

یعنی تین چیزیں نیک بختی کی علامتیں ہیں اور تین چیزیں بدبختی ہونے کی علامت ہیں، نیک بختی کی علامتیں یہ ہیں کہ گھر میں نیک اور صالح بیوی ہو جب آپ اس کی طرف دیکھیں تو تجھے پسند آئے جب تو اس سے غائب ہو تو اپنے نفس اور آپکے مال میں خیانت نہیں کرتی۔ سواری ایسی ہو کہ جب اس پر سوار ہو جائے تو تجھے اپنے ساتھیوں سے ملائے اور گھر فراخ اور کشادہ ہو جس میں بہت سہولتیں میسر ہوں۔ اور بدبختی کی علامتیں یہ ہیں۔ کہ گھر میں ایسی بیوی ہو کہ جب تو اس کو دیکھے، تو تجھے برا لگے، اور آپ کے اوپر زبان درازی کرے، اگر آپ اس سے غائب ہوں، تو اپنے نفس اور آپکے مال میں خیانت کرے، اور سواری سست رفتار ہو اگر مارو تو آپکو تھکادے اور چھوڑدیں تو آپکو اپنے ساتھیوں سے نہ ملائے اور گھر جس میں زیادہ سہولتیں میسر نہ ہوں۔

ج :۔ فراخ اور کشادہ گھر میں صحت بھی اچھی رہتی ہے دھوپ پہنچ جاتی ہے جو

صحت کیلئے نہایت ضروری ہے تازہ ہوا آتی ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔

چھتیسویں نصیحت :۔ گھر خریدنے سے پہلے اچھے پڑوسی کا انتخاب کرنا چاہئے۔ پڑوس کی بہت اہمیت ہے حدیث شریف میں اچھے پڑوسی کو نیک بختی اور برے پڑوسی کو بدبختی قرار دیا گیا ہے۔ کما فی الحلیہ لابی نعیم (۸۔۳۸۸) حضور ﷺ برے پڑوسی سے بچنے کیلئے دعا مانگتے تھے۔ "اللھم إنی أعوذبک من جار السوء فی دار المقامۃ" (رواہ الحاکم ۱۔۵۳۲) یعنی اے اللہ میں برے پڑوسی کے ساتھ رہنے سے آپکی پناہ مانگتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اپنی امت کو بھی برے پڑوسی سے بچنے کیلئے دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "تعوذوا باللہ من جار السوء فی دار المقامۃ الحدیث (فیض القدیر للمناوی ۳/۳۳۸، ورواہ البخاری فی الأدب المفرد حدیث ۱۱۷) یعنی برے پڑوسی کے ساتھ رہنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو، برے پڑوسی کی وجہ سے میاں بیوی کا آپس میں اور اپنی اولاد کے ساتھ بول چال بھی متاثر ہو جاتا ہے۔ اور اس کی طرف سے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچتی ہیں۔ اور زندگی اجیرن بن جاتی ہے۔

سینتیسویں نصیحت :۔ اپنی حیثیت کے مطابق گھر میں آرام کا سامان جمع کرنا۔

موجودہ زمانے کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات ہیں ایک بجلی کو لے لیجئے اس سے پنکھا چلتا ہے، فریج چلتا ہے، کپڑے دھونے کی مشین چلتی ہے، استری ہوتی ہے، اور بیشمار فوائد ہیں اس میں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے جس کو جتنا نوازا ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق ان چیزوں کو گھر میں فراہم کرے تاکہ اس کی



بیوی بچے ان نعمتوں سے لطف اندوز ہو سکیں، البتہ یہ چیزیں ضرورت کے تحت ہوں اسراف کی حد تک نہ ہو۔

اڑتیسویں نصیحت :۔ گھر کے افراد کی صحت کا خیال رکھنا۔

حدیث شریف میں ہے "کان رسول اللہ ﷺ اذا مرض أحد من أهل بیته نفث علیه بالمعوذات" (رواہ مسلم ۳/۲۲۲ حدیث ۲۱۹۲) یعنی جب گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوتا تو آپ ﷺ "قل عوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" پڑھ کر اس کو دم کرتے تھے۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے۔ "وکان ﷺ اذا أخذ أهله الوعک امر بالحساء فصنع ثم أمرهم فحسوا، وکان یقول انه لیرتق فؤاد الحزین ویسرو عن فؤادا السقیم کماتسرو احداکن الوسخ عن وجهها" (رواہ الترمذی حدیث ۲۰۳۹) یعنی جب گھر میں کوئی بیمار پڑ جاتا۔ تو آپ ﷺ شوربہ بنانے کا حکم دیتے۔ چنانچہ شوربہ تیار کیا جاتا۔ اور سب کو پلایا جاتا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ شوربہ غمگین آدمی کے دل کو تقویت دیتا ہے اور بیمار آدمی کے دل سے پریشانی کو ایسے دور کر دیتا ہے جس طرح آپ میں سے کوئی اپنے چہرے سے میل کچیل دور کرتا ہے۔

انتالیسویں نصیحت :۔ گھر میں بچاؤ اور حفاظت کی تدابیر اختیار کرنا۔

حدیث شریف میں ہے "اذا أمسیتم فکفوا صبیانکم فان الشیاطین تنتشر حنیئذ فاذا ذهب ساعة من اللیل فخلوهم فغلقوا الابواب واذکروا اسم اللہ وخمروا آنیتکم واذکرو اسم اللہ ولو أن تعرضوا

علیها شیأ واطفئوا مصابیحکم" (صحیح البخاری مع فتح الباری، ۱۰۔۸۸ و مسلم ۱/۱۷۱) آپ ﷺ نے فرمایا جب شام ہو جائے تو اپنے بچوں کو گھر میں بند کرو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں جب رات کا کچھ حصہ گذر جائے تو اللہ کا نام لیکر دروازہ بند کردو، اور اللہ تعالی کا نام لیکر اپنے برتنوں کو ڈھانک لو، اگر اس پر عرضا کوئی چیز مثلاً لکڑی وغیرہ رکھو تو بھی کافی ہے اور اپنے چراغوں کو بجھادو۔

مسلم کی روایت میں یہ بھی ہے "اغلقوا ابوابکم و خمروا آنیتکم وأطفؤا سرجکم وأوکؤا أسقیکم فان الشیطان لایفتح بابا ملغلقًا ولا یکشف عظاءً ولا یحل وکاءً وان الفویسقة تضرم البیت علی أهله" (مسلم ۲/۱۷۰) یعنی اپنے دروازوں کو بند کرو، اپنے برتنوں کو ڈھانک لو، اپنے چراغوں کو بجھادو، اور پینے کے برتنوں کو بند کرو، اس لئے کہ شیطان نہ بند دروازے کو کھولتا ہے نہ پردے کو ہٹاتا ہے اور نہ کسی برتن کا ڈھکنا کھولتا ہے اور چوہا گھر کو آگ لگادیتا ہے یعنی جب لوگ سوجائیں اور چراغ جلتا رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ چوہا آکر چراغ کی بتی دم کے ساتھ بھگا کر لے جائے اور پورے گھر کو آگ لگاکر خاکستر کردے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے "آپ ﷺ نے فرمایا " لاتترکوا النار فی بیوتکم حین تنامون" (صحیح البخاری مع فتح الباری ۱۱۔۸۵) یعنی جب سونے لگو تو گھر میں آگ کو جلتا ہوا نہ چھوڑو۔ اللہ تعالی ہمیں ایک مسلمان گھر بنانے اور مسلمان معاشرہ تشکیل دینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

ابو یوسف محمد ولی درویش

الاستاذ جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری تاؤن کراتشی ۵